اکتوبر
2022ء

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝٥ (القرآن:54)

ماہنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 16
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القران)
ربیع الاوّل: 1444ھ
شمارہ : 10
اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کردیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ سورۃ القمر)
اکتوبر : 2022ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حِکمتِ بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبداللہ اسماعیل

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبداللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت
محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرتعاون: اندرونِ ملک 600 روپے
معمول کا شمارہ: 60 روپے
اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر
پاکستان پوسٹ کوڈ 35200
047-7630861-0336-6778561

انجینئر مختار فاروقی
طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		5
حرفِ آرزو	3	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	4	انجینئر مختار فاروقیؒ	9
دورِ فتن کی علامات (2)	5	محمد نعمان اصغر	20
عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت	6	مولانا محمد انور چیمہ	28
تربیت اولاد کے اسلامی اصول (11)	7	حافظ خالد حیات محمود	32
مدارس دینیہ میں تخصص فی التفسیر و علوم القرآن	8	خورشید احمد سعیدی	37
اللہ سے ڈرو	9	محمد منظور انور	46
قرآنی انقلاب ـــــ کیوں اور کیسے؟	10	ساجد محمود انصاری	51
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ ﷺ است	11	عبداللہ ابراہیم	61

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید
کے ساتھ
چند لمحات

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

آیات	اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	(02)
214-213	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	سورۃ البقرۃ

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً

(پہلے تو سب) لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا

(لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے)

Mankind was a single community

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ

تو اللہ نے (ان کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے

Then Allah appointed prophets

bearing good news and warnings

وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں

And He sent down with them scriptures containing truth

لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ

تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا ان میں فیصلہ کردے

To settle the matters of dispute, between the people

وَمَا اخۡتَلَفَ فِيۡهِ اِلَّا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡهُ

اور اس میں اختلاف بھی انہیں لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی

And nobody differed with it, Except those

who were (already) blessed with one,

مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ بَغۡيًا ۢ بَيۡنَهُمۡ

باجود یہ کہ ان کے پاس کھلے ہوئے احکام آ چکے

(اور یہ اختلاف انہوں نے) آپس میں ضد سے (کیا)

After the clear signs had reached them,

Out of insolence to one another

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَا اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ مِنَ الۡحَـقِّ بِاِذۡنِهٖ

تو جس امر حق میں اختلاف کرتے تھے اللہ نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو اس کی راہ دکھا دی

But Allah, with His will, guides the believers

to the truth, which they differ in.

وَاللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝۲۱۳

اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھا دیتا ہے

And Allah guides to a straight path, whomever He wills.

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَـنَّةَ

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یوں ہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے

Do you think (O believers!) That you will enter paradise,

وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ

اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں

While there have not come to you (trials) similar

to ones, faced by those, who passed before you

مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلۡزِلُوۡا

ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا دیے گئے

Hunger and adversity confronted them;
and they were so violently shaken that

حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ

یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے

Even the messengers (of the time) and
believers with them cried out:

مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ

کہ کب اللہ کی مدد آئے گی

"When would the help from Allah come?"

اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ ﴿۲۱۴﴾

دیکھو اللہ کی مدد عن قریب (آیا چاہتی) ہے

Yes! Indeed help from Allah is around the corner.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو سرِّ آفرینش پا گئی دنیا
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی دنیا

سُتے چہروں سے زنگ اُترا، بُجھے چہروں پہ نُور آیا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ أُخِفْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُخَافُ أَحَدٌ

اللہ کے دین کی خاطر جتنا مجھے ڈرا یا گیا اتنا کسی کو نہیں ڈرایا گیا

وَلَقَدْ أُوذِیتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُؤْذَی أَحَدٌ

اور اللہ کے دین کی خاطر جتنا مجھے ستایا گیا اتنا کسی کو نہیں ستایا گیا

وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَیَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَیْنِ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ

اور مجھ پر تیس دن اور راتیں اس طرح گزرے ہیں کہ

وَ مَا لِی وَ لِبِلَالٍ طَعَامٌ یَأْکُلُہٗ ذُو کَبِدٍ

میرے لیے اور بلال رضی اللہ عنہ کے لیے کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی جس کو جاندار کھاتا ہے

اِلَّا شَیْءٌ یُوَارِیْہِ اِبْطُ بِلَالٍ

سوائے تھوڑی سی چیز کے جس کو بلال کی بغل چھپا لیتی ہے

(ترمذی عن انس رضی اللہ عنہ)

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لمحات

زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

حرفِ آرزُو

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

ربیع الاوّل کا مہینہ اس لحاظ سے بڑی اہمیّت رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کے لیے اس کا انتخاب کیا ہے اور آپ ﷺ کا وصال بھی اسی مہینے میں ہوا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان خاص طور پر اس مہینے میں آپ ﷺ کی ولادت پر مختلف طریقوں سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں، آپ ﷺ کی سیرت کے عنوان پر مجالسیں، محفلیں اور سیمینارز منعقد کیے جاتے ہیں اور آپ ﷺ سے محبت کے اظہار کے لیے لوگ جلوس بھی نکالتے ہیں۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ اس مہینے کو آنحضور ﷺ کی یاد اور آپ کی حیاتِ طیبہ کے محض تذکرے تک ہی محدود رکھا جاتا ہے آنحضور ﷺ کی طرح زندگی گزارنے اور عوام کو اس کی یاد دہانی کروانے کی طرف توجہ کم ہی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال ماہِ ربیع الاوّل میں جلسوں جلوسوں وغیرہ میں لاکھوں روپے خرچ کرنے کے بعد بھی مسلمانوں کی عملی زندگی میں کوئی بہتر تبدیلی دکھائی نہیں دیتی۔

بلاشبہ آنحضور ﷺ کی ذات اقدس تو اس لائق ہے کہ ہر روز آپ کا تذکرہ ہو، آپ پر کثرت سے درود وسلام پڑھا جائے، آپ کی زندگی کی باتیں ہوں ـــــ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ ہی کی ذات اس لائق ہے کہ ہم ان کو اپنا آئیڈیل بنائیں، ہم ان کے اُسوہ کو عملاً اختیار کریں اور ہم آپ سے محبت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے آپ کی کامل اتباع کریں۔ آپ کی سیرت بابرکت کی باریک سے باریک اور بڑے سے بڑے معاملے میں پیروی میں ہی ہماری

نجات ہے۔ قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو اہلِ ایمان کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔ آپ کی زندگی میں ہمارے لیے زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے اس اُمت کو 'استنجاء' سے لے کر دنیا میں دین کو غالب کرنے اور خلافت و حکومت کرنے تک کے اعمال کی رہنمائی دی ہے۔

اگر ہم آنحضور ﷺ کی زندگی پر طائرانہ نظر دوڑائیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت کے بعد اپنی زندگی مسلسل اِعلائے کلمتہ اللہ اور دینِ حق کے غلبے کی جدوجہد میں گزاری اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد سے دین کو قائم بھی فرما دیا اور اس مقصد کے لیے آپ ﷺ نے جو افراد تیار کیے (جنہیں ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں) ان کی تربیت بذریعہ قرآن مجید فرمائی۔ قرآن مجید میں ہی چار مقامات پر آپ ﷺ کے اس طریقہ کار کا ذکر کیا گیا ہے۔

غور کرنا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم آپ ﷺ سے محبت کے محض زبانی دعوے یا زندگی کے چند معاملات میں آنحضور ﷺ کی جزوی پیروی اختیار کر کے مطمئن ہو جائیں اور سمجھ لیں کہ ہم نے آپ ﷺ پر ایمان اور آپ سے محبت کا حق ادا کر دیا ہے۔ بلکہ ہمیں چاہیے کہ اپنے اوقات وصلاحیتوں کا بیشتر اور بہتر حصہ آنحضور ﷺ کی طرح اُن کے لائے ہوئے دین کے غلبے کی جدوجہد میں گزاریں اور اس جدوجہد میں 'قرآن مجید' کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنائیں۔ ایسے لوگ ہی آنحضور ﷺ سے سچی محبت کرنے والے اور آپ کے وفادار اُمتی کہلا سکتے ہیں اور ایسے لوگ ہی مل کر دنیا میں دین کو غالب کرنے کے اہل ہوں گے اور آخرت میں فوزِ عظیم کے مستحق بنیں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم بھی اپنی زندگیوں کو آنحضور ﷺ کے طرزِ زندگی سے قریب سے قریب تر کر سکیں۔ آمین یارب العالمین

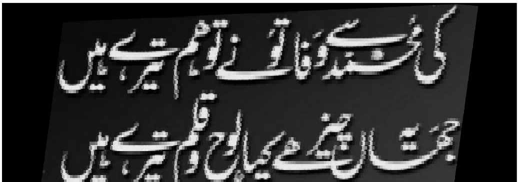

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ

آیات 153 تا 160

تمہید: یہاں سے سورۃ البقرہ کا اُنیسواں رکوع شروع ہو رہا ہے اور جیسا کہ پہلے میں نے عرض کیا تھا کہ اس سورۃ کے چالیس رکوع ہیں اور (ان کا نصف اگر صحیح حساب لگایا جائے تو بیس رکوع بنتے ہیں لیکن) اس سورت کو دو حصوں میں تقریباً برابر برابر تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک حصہ آغاز سے لے کر اٹھارھویں رکوع تک ہے (جو ہم پڑھ چکے ہیں) اور دوسرا حصہ اس انیسویں رکوع سے لے کر چالیسویں رکوع یعنی سورت کے آخر تک ہے۔ اور اس سورت کا جو حصہ ہم نے اب تک پڑھا ہے اس میں ایک اُمّت کا تذکرہ ہوا ہے جس کو دنیا میں دو ہزار برس تک یہ اِعزاز حاصل رہا کہ وہ اللہ کی نمائندگی کا فریضہ سرانجام دیتی رہے، اس کو معزول کیا جا رہا ہے، آہستہ آہستہ پس پردہ لے جایا جا رہا ہے اور ایک دوسری اُمّت کو نمایاں کیا جا رہا ہے، اس کو اس مقامِ بلند پر اور مقامِ رسالت پر فائز کیا جا رہا ہے۔ تو یوں سمجھئے کہ یہ سورۃ البقرہ سُوْرَۃُ الْاُمَّتَیْنِ ہے یعنی اس میں دو اُمتوں کا ذکر ہے ایک کو معزول کیا جا رہا ہے اور دوسری کو اس مقام پر فائز کیا جا رہا ہے۔ یہاں سے جو آگے مضمون شروع ہو رہا ہے وہ اس نئی امت سے خطاب ہے جو اب تشکیل پائی ہے اس آیت کی رو سے ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ یہ جو ایک اُمتِ وَسَط بنی ہے اور

وَسَط سب سے اعلیٰ کے معنی میں بھی آتا ہے، لہٰذا یہ بہترین اُمت ہے جیسے قرآن مجید میں دوسری جگہ کہا گیا ﴿كُنتُمۡ خَيۡرَ أُمَّةٍ أُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ﴾ تو اب بہترین امت سے اگلی آیت میں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا (اے اہل ایمان) کے الفاظ سے خطاب کیا جارہا ہے۔قرآن مجید کی جو ترتیب مصحف ہے اس کے لحاظ سے بھی یہاں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا پہلی دفعہ آرہا ہے اور جو ترتیبِ نزول ہے اس کے لحاظ سے مکی سورتوں کے بعد یہ سورۃ البقرہ پہلی مدنی سورت ہے، اس کے لحاظ سے بھی پہلی دفعہ امت مسلمہ کو خطاب کیا جارہا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کے خطاب سے۔

یہاں سے آگے سورت کے اختتام تک دو طرح کے مضامین ساتھ ساتھ چلیں گے۔ ایک تو شریعت کے احکام ہیں۔ ہماری شریعت اسلامی کا بنیادی ڈھانچہ اسی سورت میں ڈال دیا گیا ہے اس کی بنیاد یہیں رکھ دی گئی ہے۔اگلی سورتوں یعنی سورۃ آل عمران، سورۃ النساء اور سورۃ المائدہ میں تکمیلی شان ہے لیکن جو بنیادی ہدایات ہیں وہ اسی سورۃ البقرہ میں دے دی گئیں ہیں۔اس میں ایک تو شریعت کے احکام آئیں گے اور دوسرے جہاد کا تذکرہ ہے۔شریعت کے بھی پھر دو طرح کے احکام ہیں ایک ہیں عبادات، مثلاً روزے کے احکام اور حج کے احکام آئیں گے اور دوسرا ہے معاملات، اس میں نکاح و طلاق وغیرہ کے مسائل ہیں جو ساتھ ساتھ چلیں گے۔دوسری طرف جہاد کا تذکرہ ہے۔ یہ جہاد اس لیے بھی ضروری ہوگیا کہ پہلے تیرھویں رکوع کے اندر یہ بات آئی تھی کہ یہ مسلمانوں کو جو مکے سے نکالا گیا ان کا کیا جرم تھا؟ اور جنہوں نے نکالا ہے ان کے لیے کسی طرح روا نہیں ہے کہ وہ ملتِ ابراہیمی کے وارث قرار پائیں، ملت ابراہیمی کے اصل وارث تو یہ مسلمان ہیں اور اب جبکہ تحویل قبلہ بھی ہو چکا ہے، مسلمانوں کا قبلہ کافروں کے قبضے میں ہے اور وہاں وہ شرک، بت پرستی اور ننگے ہو کر طواف کر رہے ہیں تو یہ مسلمان جب تک کمزور ہیں تبھی تک یہ برداشت کر سکتے ہیں جیسے ہی طاقت نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ دے گا اسی وقت اس قبلے کو آزاد (LIBRATE) کروائیں گے۔اب اُس کے لیے تیاری کا حکم ہے۔ یہ جہاد کا مرحلہ ہے۔اور جہاد دو طرح سے ہوتا ہے جہاد بالمال بھی اور جہاد بالنفس بھی۔اس رکوع میں مسلمانوں کو ذہنی طور پر اُس جہاد کے لیے تیار کیا جارہا ہے کہ یہ یہ مراحل تمہاری زندگی میں آئیں گے اب آگے جہاد بھی تمہیں کرنا ہے قتال بھی کرنا ہے اس میں جانیں بھی خرچ ہوں گی

اس میں مال بھی لگے گا۔ یہ چار مضامین ہیں احکامِ شریعت میں عبادات اور معاملات اور جہاد میں جہاد بالمال اور جہاد بالنفس، جواب ساتھ ساتھ چلیں گے۔

اس میں ایک اور بات بھی ذہن میں رکھیے کہ یہ مضامین ایک اعتبار سے تو مسلسل ہیں کہ ان میں تدریجی اور ارتقائی شکل موجود ہیں کہ آہستہ آہستہ وہ زیادہ گہری شکل اختیار کرتے جارہے ہیں، پہلے ابتدائی احکام ہیں پھر اعلیٰ درجے کے پھر اور اونچے درجے کے، لیکن ان کا ذکر مسلسل نہیں ہے۔ ابھی جہاد کا مضمون آئے گا پھر شریعت کے احکام آجائیں گے وراثت کے احکام اور روزے کے احکام آجائیں گے پھر حج کا تذکرہ آجائے گا پھر جہاد بالمال کا ذکر آجائے گا کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرو پھر سود کے احکام آجائیں گے۔ تو یہ بظاہر کٹویں (جدا جدا) احکام ہیں کہ ابھی جہاد کی بات ہو رہی ہے پھر کسی عبادت کی بات آجائے گی پھر معاملات کا کوئی تذکرہ آجائے گا پھر دوبارہ جہاد کا کوئی حکم جائے گا لیکن حقیقتاً یہ مسلسل ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی چارپائی بُنی جاتی ہے اس میں لڑیاں تسلسل میں ہوتی ہیں لیکن کوئی لڑی اوپر آجاتی ہے اور کوئی نیچے چلی جاتی ہے، اس میں ہر لڑی مسلسل جارہی ہوتی ہے لیکن کہیں کہیں نظر نہیں آرہی ہوتی۔ اور اسی بُنتی اور بناوٹ میں بہت سارے خوبصورت پھول بن جاتے ہیں جو انسان کو بڑے خوشنما لگتے ہیں۔ اسی طرح اس سورۃ کے مضامین کا تانا بانا آگے جارہا ہے اور اسی تسلسل میں، اسی روانی میں کبھی احکام کے دوران، کبھی جہاد اور قتال کے ذکر میں بعض آیات ایسی ہیں جیسے کسی کپڑے یا چارپائی کی بُنائی میں خوبصورت پھول ہوتے ہیں۔ وہ ایسی آیات ہیں جو قرآن مجید کے فلسفے اور حکمت کے اعتبار سے انتہائی اہم ہیں۔ قرآن مجید ان احکام کے پیچھے ہمارے ذہنوں میں جو بالیدگی پیدا کرنا چاہتا ہے، جو گہرائی پیدا کرنا چاہتا ہے جو حکمت پیدا کرنا چاہتا ہے اس کے اعتبار سے وہ آیات بہت اہم ہیں۔ وہ اگرچہ مختصر ہیں لیکن جب تک ذہن میں ان کی جڑیں گہری نہ ہوجائیں اس وقت ان ظاہری احکام (نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج) پر بھی صحیح طریقے سے عمل نہیں ہوسکتا، ان کا بھی حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔ ترجمہ کے دوران میں ہم دیکھیں گے کہ واقعتاً ایسی آیتیں آئیں گی اور یہ آیتیں بہت ہی اہم آیتیں ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو

یا آج اگر اس آیت کی تاویل عام کریں گے ہم اپنے سے خطاب سمجھیں گے قرآن مجید کی اس آیت کا تو یہ ترجمہ کرنا پڑے گا کہ اے وہ لوگو جو ایمان کے دعویدار ہو، اے ایمان کے دعویدارو!

اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوةِ مدد حاصل کرو صبر کے ذریعے سے اور نماز کے ذریعے سے

آگے جہاد کے مراحل آ رہے ہیں۔ مکے میں مسلمانوں کو حکم تھا کہ صبر کرو، برداشت کرو، تکلیفیں اٹھاؤ، ماریں کھاؤ، ہاتھ نہ اٹھاؤ لیکن سورۃ الحج کی کچھ آیات جو سفر ہجرت کے دوران نازل ہوئیں، اُن میں ارشاد ہوا ﴿اُذِنَ لِلَّذِيۡنَ يُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّهُمۡ ظُلِمُوۡا﴾ اللہ نے اب اجازت دے دی ہے مسلمانوں کو کہ اب وہ بھی تلوار اٹھائیں اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ مسلمانوں کا مکے سے نکالا جانا دنیا کے کسی قانون میں روا نہیں تھا لیکن نکال دیا گیا یہ کافروں نے ظلم کیا۔ مسلمان وہاں ظلم کی چکیوں میں پس رہے تھے۔ اب مسلمانوں کو اللہ نے اجازت دی ہے کہ تم بھی اب اپنا ہتھیار اٹھا سکتے ہو۔ اس رکوع میں مسلمانوں کو اسی کے لیے تیار کیا جا رہا ہے کہ اے مسلمانو! اب تمہیں یہ کام کرنا ہے۔ پہلے مسلمانوں کا خون کھولتا ہوگا کہ یہ کافر ہمیں مارتے ہیں اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہمیں اجازت ہو جائے تو ہم بھی دو چار کو مار کر ہی مریں گے لیکن پہلے اس کی اجازت نہیں تھی قرآن مجید میں سورۃ النساء میں کہا گیا کہ اللہ نے یہ حکم دے رکھا تھا ﴿كُفُّوۡا اَيۡدِيَكُمۡ﴾ (اگرچہ قرآن مجید میں بظاہر کہیں یہ حکم نہیں ہے۔ وہ بھی اسی طرح کی مثال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کو اللہ نے کہا ہے کہ وہ ہمارا حکم تھا) کہ اپنے ہاتھ باندھے رکھو، کوئی بدلہ یا انتقام نہ لو۔ پھر ہجرت کے بعد سے مسلمانوں کو اجازت دے دی گئی۔ یہاں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ اب تمہیں جہاد اور قتال کے مراحل کا مقابلہ کرنا ہے لہٰذا صبر اور نماز سے استعانت حاصل کرو۔ اس جہاد کی تیاری جو کرنی ہے اس کے لیے ایک تو صبر کرو، برداشت کرو، جھیلنا سیکھو، مشکل حالات میں جو کچھ بھی تم پر آ جائے اس کو برداشت کرنا سیکھو ”ہر چہ بادا باد، ما کشتی در آب انداختیم“ (جو بھی کچھ ہونا ہے ہو جائے، ہم نے تو کشتی دریا میں ڈال دی ہے) کتنے ہی مشکل حالات آ جائیں، کتنے ہی پہاڑ ٹوٹ پڑیں اور کتنی ہی مخالفتیں ہوں کام کر کے گزرنا ہے، اس کو انجام تک پہنچا کر ہی رہنا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ نماز قائم رکھو۔ نماز بندۂ مومن کا اللہ کے ساتھ ایک

تعلق ہے، نماز بندۂ مومن کی معراج ہے۔ اللہ کے لیے تو یہ سب کچھ کر رہے ہیں ساری مخالفتیں برداشت کر رہے ہیں، یہ حلال حرام کی تمیز کر رہے ہیں، اپنی خواہشوں کا خون کر رہے ہیں اگر اللہ سے ہی تعلق کٹ جائے تو پھر انسان ایسے ہے جیسے کٹی ہوئی پتنگ۔ تو اللہ کے لیے سب کچھ برداشت کرتے ہوئے اللہ کا سہارا ڈھونڈنا ہے اور اللہ کا سہارا تبھی حاصل ہوسکتا ہے کہ انسان کا اللہ کے ساتھ نماز کے ذریعے سے تعلق قائم رہے۔ دن بھر کی پانچ فرض نمازیں ہیں اور ان کے ساتھ رات کی نماز تہجد کا بھی اہتمام کرنا﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ﴾ اور ساتھ یہ بھی فرمایا﴿اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ فجر کے وقت جو قرآن مجید پڑھا جاتا ہے، وہ پچھلی رات کا قرآن پڑھنا، اس کے ذریعے بندۂ مومن کا اللہ کے ساتھ جو تعلق قائم ہوتا ہے وہ انسان کی صحیح ڈھارس بندھاتا ہے اور حوصلہ دیتا ہے کہ بڑی سے بڑی مخالف قوت کے ساتھ بھی انسان لڑ جاتا ہے اپنی جان پر کھیل جاتا ہے۔ یہ اللہ کا سہارا پیچھے رہے گا تو بات بنے گی اگر وہ سہارا ہٹ گیا تو پھر انسان مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسی کی طرف یہاں اشارہ ہے کہ صبر اور نماز کے ذریعے اللہ کی مدد حاصل کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جو صبر کرتے ہیں مشکلات کو جھیل جاتے ہیں، بزدلی نہیں دکھاتے جلدی نتائج حاصل کرنے کے لیے کوئی شاٹ کٹ اختیار نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ یہ معیت کا لفظ بہت اہم ہے۔ معیت صرف ایسے نہیں ہے کہ جیسے دو آدمی چل رہے ہوں ایک آگے ایک پیچھے کہ یہ اس کے ساتھ ہے، معیت اس معنی میں نہیں ہے۔ معیت یہ ہے کہ ہر حال میں اس کا ساتھ دے رہا ہے۔ جیسے سورۃ الفتح کی آخری آیت میں ہے ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ......﴾ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں......۔ (THROUGH THICK AND THIN) آسان حالات ہوں، مشکل حالات ہوں، کتنے ہی دشمن گھیرا کر ڈالے لیکن وہ حضور ﷺ کے ساتھ ہیں۔ ایسی معیت درکار ہے۔ وہ ہمارا جو تصور ہے کہ بزرگوں کی محفل میں بیٹھ جاؤ دعا میں شریک ہو جاؤ تو ان کی معیت حاصل ہوگئی، جہاں فرشتے ان کا نام لکھ کر لے جائیں گے کہ وہ محفل میں شریک تھے ہمارا نام بھی درج کر کے لے جائیں گے اور ہمارا بھی بیڑا پار

ہوجائے گا۔ یہ معیت کا تصور قرآن مجید میں نہیں ہے۔قرآن مجید میں معیت کا جو تصور ہے وہ تو ایسے ہی ہے جیسے آج کے ماحول میں کوئی بڑا عہدے دار آدمی ہو، کوئی سی ایف سی افسر ہو کوئی کمشنر ہو کوئی ڈی آئی جی ہو وہ اپنے بیٹے کو کہے جا بیٹا جو مرضی کر میں تمہارے ساتھ ہوں، قتل کر کے بھی آجاؤ تو میں تمہیں چھڑاؤں گا، تمہاری مدد کروں گا، میں تمہارے ساتھ ہوں۔اس معیت کا احساس آدمی میں جرأت پیدا کرتا ہے۔اللہ کی معیت کا احساس بھی اہل ایمان کو اسی طرح ہونا چاہیے کہ ہم جو کچھ بھی کریں گے اگر وہ اللہ کے احکام کے خلاف نہیں ہے تو اللہ ہماری مدد کرے گا، اللہ ہماری پشت پر ہے وہ ہمیں LETDOWN نہیں کرے گا وہ ہمیں کہیں کسی کھڈے میں نہیں گرائے گا دشمنوں کے حوالے نہیں کرے گا بلکہ ہمیں دنیا میں دشمنوں کی پکڑ سے بچا کر کامیابی کے مراحل طے کرادے گا۔ یہ ہے جو اللہ کی معیت کا تصور قرآن مجید میں ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا پشت پناہ ہے حمایتی ہے مددگار ہے۔

وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوجائیں ان کو مردہ مت کہو

جو لوگ اللہ کے راستے میں مارے جائیں اُنہیں قرآن مجید میں اُس معنی میں شہید نہیں کہا جاتا جیسے ہم شہید سمجھتے ہیں، قرآن مجید کی اصطلاح اس کے لیے مقتول فی سبیل اللہ ہے اور جہاد کے لیے قرآن کی اصطلاح قتال فی سبیل اللہ ہے۔تو فرمایا جو لوگ اللہ راستے میں قتل ہوجائیں، اللہ کے راستے میں جان دے دیں، ان کو تم مردہ مت کہو

بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے

یہ مت سمجھو کہ جیسے ہم کھاتے ہیں پیتے ہیں اور زندگی کے مزے اڑاتے ہیں اسی طریقے پر وہ بھی کہیں زندگی کے مزے اڑا رہے ہوں گے۔ان کی زندگی اس طریقے کی نہیں ہے۔وہ زندہ ہیں لیکن ہم ان کی زندگی کا شعور نہیں کر سکتے۔وہ ایک اور عالم میں ہیں، وہ ایک اور زندگی بسر کر رہے ہیں جس کی جہات اور DIMENSIONS مختلف ہیں جس کے پیمانے سرے سے مختلف ہیں۔

یہاں جو کہا گیا کہ شہداء زندہ ہوتے ہیں لیکن ان کی زندگی کا ہم شعور نہیں کر سکتے، اگر آپ درجہ بدرجہ دیکھیں تو واقعتاً یہی ہے۔قرآن وسنت کی روشنی میں ہمارا تصور یہ ہے کہ کافر بھی اس معنی میں مردہ نہیں ہوتے کہ وہ بالکل عدم کے درجے میں آجائے اور ان کا وجود ہی ختم ہوجائے۔اگر وہ مر کر عدم کے درجے میں آجائیں کہ سرے سے ان کا کوئی وجود ہی نہ رہے تو پھر عذابِ قبر، منکر نکیر کے سوال وجواب اور حساب کتاب کا کیا مطلب ہوگا۔مرنے کے بعد کوئی نہ کوئی وجود کافر کا بھی برقرار رہتا ہے اور برزخ کی زندگی کا احساس اس کو بھی رہتا ہے۔پھر اس کافر سے عام مسلمان کو بہتر درجہ کی زندگی حاصل ہوگی پھر عام مسلمان سے باعمل اور صالح مسلمان کا درجہ مزید بہتر ہوگا پھر شہداء کا درجہ اس سے بہتر ہوگا پھر اس سے آگے صدقین کا درجہ آجائے گا پھر انبیاء اور رسولوں کا درجہ آجائے گا اور پھر سب سے اعلیٰ درجہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کا درجہ آجائے گا۔ اس دنیا میں آنکھیں بند ہونے کے بعد کی جو زندگی ہے اس کا ہم شعور نہیں رکھتے لیکن کسی نہ کسی درجے میں ان کو زندگی حاصل ہے وہ زندگی کیسی ہے اس کا شعور ہمارے پاس نہیں ہے لیکن بہر حال وہ زندہ ہیں۔کفار زندگی رکھتے ہیں کہ ان کا کوئی حساب کتاب اور عذاب قبر ہو رہا ہے تو جو اچھے لوگ ہیں ان کو تو لازماً اعلیٰ درجے کی زندگی میسر ہوگی۔

آگے اسی جہاد اور قتال کے لیے تیار کیا جا رہا ہے اس کے مشکل مراحل کا ذکر ہے

وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ اور ہم لازماً آزمائیں گے تمہیں تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے

وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ اور تمہارے مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے

اس راستے میں تمہارا مالی نقصان بھی ہوگا اور تمہارا جانی نقصان بھی ہوگا تمہیں جانیں بھی دینی پڑیں گی اور پھل نتائج جو تمہارے بہت EXPECTED ہیں کہ کبھی آدمی کامیابی کے بالکل آخری مراحل تک پہنچ جاتا ہے کہ اب تو کامیابی کا موقع مجھے مل ہی جائے گا لیکن اگر دین کے تقاضے ادا کرنے ہیں اور آپ اس کو PRIORITY دیں گے تو عین ممکن ہے کہ وہ کامیابی جس کے آخری بام تک پہنچ چکے ہیں آپ کے ہاتھ سے نکل جائے، کوئی اور اس موقع سے فائدہ

اٹھا جائے۔ اگر اس راستے پر اگر آنا ہے تو پہلے سے ذہنی طور پر تیار ہو کر آؤ، یہ راستہ کوئی پھولوں کی سیج نہیں ہے بلکہ یہ تو کانٹوں بھری راہ ہے

ے انہیں پتھروں پر چل کر اگر آ سکو تو آ ؤ
میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

یہ سارے مراحل تو تمہیں طے کرنے پڑیں گے۔

وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ اور صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے

جو ان سارے مراحل کو جھیل جانے والے ہوں ان کے لیے اللہ کی طرف سے بشارت ہے۔ اور وہ صبر کرنے والے کون ہیں؟

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ وہ لوگ جب پڑتی ہے ان پر کوئی مصیبت

قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی ہی طرف سے آئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر چلے جانا ہے

مصیبت اس واقعہ کو کہتے ہیں جو ناگہانی طور پر آ جائے کہ وہ انسان کے بس سے باہر ہے۔ ایسی صورت میں جو شخص اللہ پر ایمان نہیں رکھتا وہ تو بزدلہ پن اور تھڑ دلہ پن دکھائے گا اور واویلہ کرے گا یا جزع فزع کرے گا اور جو اللہ پر یقین رکھتا ہے اللہ پر ایمان رکھتا ہے کہ اللہ کے علاوہ یہاں کسی کا اختیار نہیں چل رہا، اللہ ہی کے کرنے سے یہ سارا کچھ ہوا ہے تو وہ صبر کرے گا۔ اہل ایمان پر جب کوئی مصیبت آتی ہے کوئی پریشانی آتی ہے تو ان کی زبان پر یہ جملہ ہوتا ہے اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ یعنی یہ سارا کچھ دنیا میں ہمارے پاس اللہ کی امانت ہے کوئی نقصان ہو گیا یا کوئی چیز عین موقع پر ہاتھ سے نکل گئی کہ ہم اپنی محنت کا کوئی نتیجہ حاصل کرنے کے قریب پہنچ گئے تھے اور وہ ہاتھ نکل گیا تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا ہے، وہ ہمارے لیے تھا ہی نہیں۔ اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ہم اللہ ہی کی طرف سے آئے ہیں اور ہم پوری زندگی سفر ہی اسی کی طرف کر رہے ہیں کہ بالآخر لوٹ کر اللہ ہی کی طرف چلے جانا ہے۔ یہاں دنیا کے چھوٹے موٹے نقصانات اور فائدے یہ کوئی زیادہ MATTER نہیں کرتے ہیں اگر اللہ پر ایمان پختہ ہو۔

اگر انسان کو اس درجے کی پختگی نصیب ہو جائے تو اللہ نے فرمایا

اُولٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَ رَحۡمَةٌ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی عنایتیں ہیں اور اس کی رحمت ہے۔

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ اور وہی لوگ ہیں جو سیدھے راہ پر ہیں (ہدایت یافتہ ہیں)

جو لوگ اللہ کے راستے میں تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور ان پر صبر کرتے ہیں اور ثابت قدم رہتے ہیں یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان لوگوں میں سے کردے۔

اب یہاں وہ چاروں موضوع، شریعت میں: معاملات اور عبادات اور جہاد میں: جہاد بالمال اور جہاد بالانفس، ساتھ ساتھ چلیں گے۔ ابھی جہاد کا ذکر تھا اب اس کے ساتھ حج کا ایک پہلو ہے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، اس کا ذکر آ گیا

اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ بے شک صفا اور مروہ (جو دو پہاڑیاں ہیں بیت اللہ کے پاس یہ) اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیلؑ اور ان کی والدہ ہاجرہ کو وہاں لا کر آباد کر دیا تھا اور جو تھوڑا سا کھانے کا سامان اور مشکیزے میں پانی دے آئے تھے وہ بھی ختم ہو گیا تو حضرت ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں جو دوڑ لگائی اور صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگائے، وہ اللہ کو اتنا پسند آیا کہ رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لیے اسے ایک نمونہ بنا دیا ہے۔ اس کی پیروی کرتے ہوئے اب بھی حاجی ان دو پہاڑوں کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ تو فرمایا یہ صفا اور مروہ شعائر اللہ ہیں۔ شعائر شعیرہ کی جمع ہے، شعور سے یہ لفظ بنا ہے، نشانی کے معنی میں ہے کہ جس کو دیکھ کر کوئی خاص واقعہ یاد آ جاتا ہے جس کی اللہ کے ساتھ یا کسی ایثار اور قربانی کے ساتھ خاص نسبت ہے اور وہ اس اعتبار سے کوئی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ شعائر اللہ ہیں یعنی یہ اللہ کی یاد دلانے والی چیزیں ہیں۔

فَمَنۡ حَجَّ الۡبَيۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِ اَنۡ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا تو جو کوئی حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ ادا کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ ان دونوں کا بھی طواف کر لے

دراصل مکے والے لوگوں نے اس وقت صفا اور مروہ پر بُت نصب کر دیے تھے لہٰذا جو مدینے (یثرب) کے لوگ تھے یہ جب وہاں جاتے تھے تو چونکہ ہر قبیلے کا اپنا اپنا بت تھا اور وہاں جو بُت نصب تھے پتہ نہیں کون سے قبیلے کے ساتھ نسبت رکھتے تھے لہٰذا مدینے والے لوگ اس کی سعی

نہیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اصل بات واضح کردی کہ سعی ان بتوں کی وجہ سے نہیں بلکہ صفا اور مروَہ تو اللہ کی خاص نشانیوں میں سے ہیں لہٰذا جب حج کرو تو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا بھی ضروری ہے۔

وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا — اور جو کوئی اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے گا

فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۵۸﴾ — تو اللہ تعالیٰ بہت قدردان ہے جاننے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى — بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارے ہیں صاف صاف حکم اور ہدایت کی باتیں

یہ ایک طرح کی اہل کتاب پر نگاہِ واپسیں ہے جن کا پیچھے تذکرہ آیا تھا یہاں دوبارہ ضمنی طور پر ان کا تذکرہ کر دیا۔ اس میں شاید اس جانب بھی اشارہ ہے کہ حج کے مناسک اور طریقے جو تورات میں لکھے ہوئے تھے وہ بھی کچھ اسی طرح کے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے اور جو بعد میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے، اہل کتاب یہود نے ان کو تبدیل کر دیا تھا اور ہیکل سلیمانی کے ساتھ اس کی نسبت کر دی تھی۔ تو اللہ نے اس کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو لوگ ہماری نازل کردہ بینات اور ہدایت کی باتیں چھپاتے ہیں

مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ — بعد اس کے کہ ہم ان کو واضح کر چکے ہیں لوگوں کے لیے کتاب میں

اُولٰٓىِٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ — یہ وہ لوگ ہیں جن پر لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت کرتے ہیں تمام لعنت کرنے والے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا — ہاں (اہل کتاب میں سے) جو لوگ (ایمان لے آئیں اور) توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں اور بیان کردیں (حق بات کو)

اپنے اعمال کو درست کرلیں اور اس حق کو بیان کردیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تورات میں جیسے ذکر کیا گیا ہے اس کو واضح کریں اس پر عمل کریں اس کا چرچہ کریں

فَاُولٰٓىِٕكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ — تو وہ لوگ ہیں کہ میں بھی ان کی توبہ قبول کرلوں گا

وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۰﴾ — اور بے شک میں بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم

کرنے والا ہوں

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر تھے

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾ وہ لوگ ہیں (بدبخت) جن پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی بھی اور تمام لوگوں کی بھی

جو صالح لوگ ہیں اچھے حق پرست لوگ ہیں ان سب کی بھی ان پر لعنت ہے

خَالِدِينَ فِيهَا وہ اسی لعنت کا شکار رہیں گے ہمیشہ ہمیشہ

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿١٦٢﴾ نہیں ہلکا کیا جائے گا ان پر سے عذاب اور نہ انہیں اس میں کوئی مہلت دی جائے گا

وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾ نہیں ہے اس کے سوا کوئی معبود، وہ رحمٰن ہے، رحم فرمانے والا ہے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خطا کار سے در گزر کرنے والا بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دورِ فتن کی علامات

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

حصہ دوم

محمد نعمان اصغر

۱۲۔ بیت اللہ کی تباہی

خانہ کعبہ کو گرادیا جائے گا:

73۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ کو حبشہ سے تعلق رکھنے والا دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا شخص گرادے گا۔ (صحیح مسلم-7305)

74۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گویا کالے رنگ کے اس آدمی کی طرف دیکھ رہا ہوں جس کے پیروں کے اگلے حصے قریب اور ایڑیاں دور ہیں، وہ کعبہ کے پتھروں کو ایک ایک کر کے گرارہا ہے۔ (مسند احمد-13048)

کعبہ کے خزانوں کو لوٹ لیا جائے گا:

75۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حبشہ کا باریک پنڈلیوں والا ایک حکمران کعبہ کو منہدم (گراکے) کر کے اس کے خزانوں کو لوٹے گا اور اس کا غلاف اتارلے گا۔ میں گویا کہ اب بھی اسے دیکھ رہا ہوں۔ اس کا سر گنجا اور پنڈلیاں مڑی ہوئی ہیں اور اس گھر پر اپنی کدال اور گینتی چلارہا ہے۔ (مسند احمد-13046)

76۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک خلیفہ کی حجر اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی اور اسی بیت اللہ والے یعنی اس اُمت کے

لوگ اس گھر کو حلال سمجھیں گے اور جب ایسے ہوگا تو اس وقت کے عربوں کی تباہی کے بارے میں کچھ نہ پوچھا جائے (کیسی تباہی آئے گی)۔ پھر حبشی لوگ آ کر بیت اللہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اس کے بعد یہ گھر کبھی بھی آباد نہیں ہوگا۔ وہ لوگ اس کے خزانوں کو نکالیں گے۔ (مسند احمد-13044)

بیت اللہ کو جلا دیا جائے گا:

77۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب دین کے ٹکڑے کر دیے جائیں گے، لالچ غالب آ جائے گی، بھائیوں میں اختلاف پڑ جائے گا اور بیت اللہ العتیق کو جلا دیا جائے گا۔ (سلسلۃ الصحیحۃ-2730)

۱۳۔ سرزمین عرب اور فتنے

عرب خوش حال ہو جائے گا:

78۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک عربوں کی سرزمین سبزہ زاروں اور نہروں کی صورت اختیار نہیں کر لے گی اور جب تک ایسا نہیں ہوگا کہ عراق سے مکہ تک سفر کرنے والے کو صرف راستہ بھول جانے کا ڈر ہوگا اور ھَرْج عام ہو جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ھَرْج سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: قتل۔ (مسند احمد-12892)

ایک فتنہ سارے عرب کا ستیاناس کر دے گا:

79۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسا فتنہ ہوگا جو تمام عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ اس کے مقتول جہنمی ہوں گے۔ اس وقت زبان کھولنا (حق بات بیان کرنا) تلوار مارنے سے زیادہ سخت ہوگا۔ (جامع ترمذی، ضعیف-2178)

80۔ ایک فتنہ تمام عربوں کا ستیاناس کر دے گا۔ (مسند احمد، ضعیف-12866)

ملک شام کی خرابی سب کی خرابی ہوگی:

81۔ معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ملک شام والوں میں خرابی پیدا ہو جائے گی تو تم میں کوئی اچھائی باقی نہیں رہے گی۔ میری امت

کے ایک گروہ کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل رہے گی۔اس کی مدد نہ کرنے والے اسے قیامت تک کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔(جامع ترمذی-2192)

قحطان کا آدمی لاٹھی سے ہانکے گا:

82۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ قحطان سے ایک آدمی نکلے گا وہ لوگوں کو اپنی لاٹھی کے ساتھ ہانکے گا۔ (مشکوۃ المصابیح-5415)

۱۴۔علم اور جہالت

علم اٹھالیا جائے گا:

83۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کررہا ہوں جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اور میرے بعد تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی حدیث کوئی بیان نہیں کرے گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے علم کا اٹھایا جانا اور جہالت کا پھیل جانا۔(جامع ترمذی-2205)

دین کی تعلیم دوسرے مقصد کے لئے ہوگی:

84۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دین کی تعلیم کسی دوسرے مقصد سے حاصل ہوگی۔۔۔۔۔۔تو اس وقت تم سرخ آندھی،زلزلہ،زمین میں دھنسنے،صورت تبدیل ہونے، پتھر برسنے اور مسلسل ظاہر ہونے والی علامتوں کا انتظار کرو جو اس پرانی لڑی کی طرح مسلسل نازل ہوں گی جس کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو۔(جامع ترمذی،ضعیف-2211)

فقہاء کم اور خطباء زیادہ ہو جائیں گے:

85۔ حرام بن حکیم اپنے چچا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (تم) ایسے زمانے میں ہو جس میں فقہاء زیادہ ہیں،خطباء کم ہیں۔سوال کرنے والے کم ہیں،دینے والے زیادہ ہیں۔اِس وقت عمل علم سے بہتر ہے۔عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جس میں فقہاء کم ہوں گے،خطباء زیادہ ہوں گے،سوال کرنے والے زیادہ ہوں گے،دینے والے کم ہوں گے۔اُس وقت علم عمل سے بہتر ہوگا۔(السلسلۃ الصحیحۃ-2549)

علم نااہل لوگوں کے پاس تلاش کیا جائے گا:

86۔ حضرت ابو اُمیہ جمحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم نااہل (ایک اور حدیث میں ایسے لوگوں کو گھٹیا کہا گیا) لوگوں کے پاس تلاش کیا جائے گا۔ (السلسلۃ الصحیحۃ-2559)

علم عام ہو جائے گا:

87۔ بن تغلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیاں یہ بھی ہیں کہ مال عام ہو جائے گا، جہالت زیادہ ہو جائے گی، فتنے ظاہر ہو جائیں گے، تجارت پھیل جائے گی اور علم (پڑھائی لکھائی) عام ہو جائے گا۔ (السلسلۃ الصحیحۃ-2558)

دنیاوی تعلیم کا غلبہ ہوگا:

88۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قرب سے ہے کہ باتیں زیادہ ہوں گی، عمل کم ہوگا۔ لوگوں میں مثناۃ پڑھی جائیں گی لیکن ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو ان کا انکار کر سکے۔ پوچھا گیا کہ یہ مثناۃ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی کتاب کے علاوہ جو کچھ بھی لکھوایا جائے (محض دنیاوی تعلیم، جس کو ناگزیر سمجھ کر اس وقت اس کے حصول کی دوڑ لگی ہوئی ہے)۔ (السلسلۃ الصحیحۃ-2703)

صاحب علم کی پیروی نہ کی جائے گی:

89۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا اللہ مجھے ایسا دور نہ پائے یا تم لوگ ایسا زمانہ نہ دیکھو کہ جس میں صاحبِ علم کی پیروی نہ کی جائے گی۔ بردبار اور متحمل شخص سے شرمایا نہ جائے گا۔ اس وقت لوگوں کے دل عجمیوں کے دلوں جیسے ہوں گے اور ان کی زبانیں عربوں کی زبانوں جیسی ہوں گی۔ (مسند احمد، ضعیف-12863)

نئی نئی احادیث سنائی جائیں گی:

90۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری اُمت میں دجال اور جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے۔ وہ تم کو ایسی نئی نئی احادیث بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباء و اجداد نے۔ پس تم ان سے بچ کر رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو

فتنے میں ڈال دیں۔(مسند احمد-306)

۱۵۔قرب قیامت اور فتنے

قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی:

91۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت صرف بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی (مومنین کی روحیں پہلے ہی قبض کر لی جائیں گی)۔(صحیح مسلم-7402)

نبوت محمدی ﷺ اور قیامت ساتھ ساتھ ہیں:

92۔ حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ انگوٹھے کے ساتھ والی اور بڑی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے فرمارہے تھے کہ میں اور قیامت اس طرح (ساتھ ساتھ) بھیجے گئے ہے۔(صحیح مسلم-7403)

درندے انسانوں سے گفتگو کریں گے:

93۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ درندے انسانوں سے گفتگو نہ کرنے لگیں۔ آدمی سے اس کے کوڑے کا کنارہ گفتگو کرنے لگے۔ اس کے جوتے کا تسمہ گفتگو کرنے لگے۔(جامع ترمذی-2181)

آدمی کی ران اس کی خبریں دے گی:

94۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ آدمی کی ران اس کام کی خبر دینے لگے جو اس کی بیوی نے اس کی غیر حاضری میں انجام دیا ہے۔(جامع ترمذی-2181)

لوگ گائیوں (جانوروں) کی طرح کھائیں گے:

95۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی جب تک ایسے لوگ ظاہر نہیں ہوں گے جو اپنی زبانوں سے اس

طرح کھائیں گے جیسے گائیں اپنی زبانوں سے کھاتی ہیں (ہاتھوں سے توڑ کر نہیں کھایا جائے گا)۔(مسند احمد 12909)

<u>گھر کی خبریں جوتا اور چھڑی دیں گے:</u>

96۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانوروں کا انسانوں کی طرح باتیں کرنا بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے اور عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان اپنے گھر سے باہر جائے گا تو اس کے اہل خانہ نے اس کی عدم موجودگی میں جو کچھ کیا ہوگا، اس کی واپسی پر اس کے جوتے اور چھڑی اسے سب کچھ بتلا دیں گے۔(مسند احمد، ضعیف-12785)

<u>پہلی اُمتوں جیسے کام کیے جائیں گے:</u>

97۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت ہو بہو پہلی امتوں اور لوگوں والے کام نہیں کرے گی۔ایک آدمی نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا جس طرح فارسی اور رومی لوگوں کے کام تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں سے مراد یہی لوگ ہیں۔(مسند احمد-12891)

<u>لوگ کثرت سے بے ہوش ہوں گے:</u>

98۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب بے ہوشیاں بہت زیادہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ ایک آدمی لوگوں کے پاس آکر پوچھے گا کہ آج صبح تم میں سے کون کون بے ہوش ہوا ہے؟ وہ بتائیں گے کہ فلاں فلاں بے ہوش ہوئے ہیں۔(مسند احمد-13053)

<u>حضر موت کے سمندر سے آگ نکلے گی:</u>

99۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے حضر موت یا حضر موت کے سمندر کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو اکٹھا کرے گی۔صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس وقت آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (ملک) شام چلے جانا۔(جامع ترمذی-2217)

۱۶۔زلزلے، بارشیں اور قحط

بارشوں کے باوجود قحط ہوگا:

100۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگوں پر بھرپور اور عام بارش...... برسے گی لیکن زمین کوئی چیز نہیں اُگائے گی۔(مسند احمد-12902)

بارشیں عام ہوجائیں گی:

101۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی جب تک لوگوں پر عام بارش ہو اس بارش کے پانی سے کوئی گھر بچ نہیں سکے گا نہ مضبوط اینٹوں والا اور نہ بالوں والا (یعنی خیمے وغیرہ)۔(السلسلۃ الصحیحۃ-2721)

نجد میں فتنے اور زلزلے ہوں گے:

102۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے اللہ ہمارے ملک شام میں ہمیں برکت دے۔ ہمارے یمن میں ہمیں برکت دے''۔صحابہ نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں؟ آپ نے پھر فرمایا ''اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے ۔ہمیں ہمارے یمن میں برکت دے''۔صحابہ کی عرض کی اور ہمارے نجد میں؟ میرا گمان ہے کہ نبی کریم نے تیسری مرتبہ فرمایا ''وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔''(صحیح بخاری-7094)

حجاز کی آگ بصرہ کے اونٹوں کو روشن کردے گی:

103۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے آگ نکلے گی اور بصرہ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی۔(صحیح بخاری-7118)

زلزلے کثرت سے آئیں گے:

104۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ۔۔۔۔اور زلزلے کثرت سے آئیں گے۔(مشکوۃ المصابیح-5410)

۱۷۔اُمت کا زوال

اسلام کپڑے کی طرح پرانا ہو جائے گا:

105۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام اس طرح محو ہو جائے گا جس طرح کپڑے کے نقوش مٹ جاتے ہیں۔حتیٰ کہ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں رہے گا کہ روزے کیا ہوتے ہیں؟ یا نماز یا قربانی یا صدقہ کیا ہوتا ہے؟ اللہ کی کتاب کو ایک ہی رات میں اٹھا لیا جائے گا اور زمین میں اس کی ایک آیت بھی نہیں رہے گی۔لوگوں میں کچھ بوڑھے مرد اور عورتیں رہ جائیں گی جو کہیں گی کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو لا الٰہ اِلا اللہ کہتے دیکھا تھا۔(سنن ابن ماجہ،ضعیف-4049)

امت مسلمہ تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی:

106۔ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ خبردار! تم سے پہلے اہل کتاب بہتر (72) فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور یہ امت تہتر (73) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔72 آگ میں ہوں گے اور ایک جنت میں اور یہ (حق پر قائم) جماعت ہوگی۔(السلسلۃ الصحیحۃ-2531)

دین اجنبی ہو جائے گا:

107۔ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین حجاز کی طرف اس طرح سمٹ جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ جاتا ہے اور دین حجاز میں اس طرح محفوظ ہوگا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لیتی ہے۔بے شک دین کا آغاز اجنبیت کے عالم میں ہوا اور وہ عنقریب اسی حالت میں لوٹ جائے گا جیسے شروع ہوا۔ایسے اجنبیوں کے لئے خوشخبری ہے۔اور یہی وہ لوگ ہیں جو میری سنت کی اصلاح و احیا کریں گے جسے لوگوں نے میرے بعد خراب کر دیا ہوگا۔(مشکوۃ المصابیح،ضعیف-170) (جاری ہے)

عقیدہ ختمِ نبوّت کی اہمیّت

مولانا محمد انور چیمہ

تاجدارِ ختمِ نبوت، محبوبِ خدا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کا تصور اسلام کی نظریاتی سرحدوں پر سب سے بڑا اسلام دشمن حملہ ہے۔ اسلام میں ختم نبوت (اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ) کے عقیدہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوسکتا ہے کہ پوری کفر کی دنیا اپنی پوری قوت کے ساتھ ابتداءِ اسلام سے لے کر آج تک نت نئے ہتھیاروں کے ساتھ اس عقیدہ پر حملہ آور ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا تصور اتنا زہریلا تصور ہے کہ اس سے اسلام کی بنیادیں غیر محفوظ ہو جاتی ہیں۔ اگر عقیدہ ختمِ نبوت مضبوط و محفوظ ہے تو پورا دین اسلام محفوظ ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنی کتابِ لاریب میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین میں اور پوری امّت مُسلمہ نے اِجماع کر کے اس عقیدہ ختم نبوت کو ہر طرح کے شک و شبہ سے پاک کر دیا ہے۔ اسی لیے پورا عالم اسلام ڈٹ کر عقیدۂ ختم نبوت کا پہرہ دے رہا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے دشمنوں کے خلاف جان و مال سے جہاد کرنا اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ رحمۃ للعالمین خاتم النّبیین ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں یمن میں ایک شعبدہ باز جھوٹے شخص اسود عنسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا تھا۔ مسلمانوں نے اپنے آقا ﷺ کے حکم سے اس ملعون کو قتل کر کے واصل جہنم کر دیا تھا۔ اس کے بعد یمامہ کے ایک آدمی مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا تھا آپ سرکار نے اس کے خلاف جہاد کے

لیے لشکر بھیجا، جسے بعد میں خلیفہ اوّل امیر المومنین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے برقرار رکھتے ہوئے فرمایا واللہ میں ہرگز اس لشکر کو واپس نہیں بلاؤں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے۔ حق و باطل کے اس معرکہ میں 22 ہزار مرتدین کے سر قلم کیے گئے اور 1200 صحابہ کرام کی قیمتی جانیں اس جہاد میں قربان ہوئیں، جن میں سے نصف سے زیادہ قرآن کے حفاظ کرام تھے۔ 1400 سال پہلے سے لے کر اب تک ہر دور میں ختم نبوت کے پہرہ دار کسی نہ کسی صورت میں پورے زور وشور کے ساتھ سردھڑ کی بازی لگا رہے ہیں۔ کبھی سر پنجاب تاج دار گولڑہ شریف پیر مہر علی کی صورت میں، کبھی غازی ملت عبدالستار خان نیازی اور مولانا مودودی امیر جماعت اسلامی، کبھی قائد اہلسنّت شاہ احمد نورانی صدیقی صدر جمعیت علماء پاکستان اور مفتی محمود صدر جمعیت علماء اسلام۔ 1953ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری، سید داؤ دغزنوی اور سید مظفر علی شمس باقی تمام مکاتب فکر کے علماء نے سید ابوالحسنات قادری کو متفقہ طور پر مجلس عملی تحریک تحفظ ختم نبوت کا قائد منتخب کیا اور دیگر علماء کے ساتھ سکھر جیل میں نظر بند کر دیے گئے اس دوران آپ کے صاحبزادے خلیل احمد قادری کو ختم نبوت پر پہرہ دینے کے جرم میں موت کی سزا سنائی گئی۔ سید ابوالحسنات قادری نے اللہ تعالیٰ کے حضور کیا خوب عرض کیا ''اے اللہ! میرے خلیل کی قربانی قبول فرما''۔ 18 جنوری 1953ء میں تمام سیاسی مذہبی جماعتوں کے اتحاد سے مجلس تحریک تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی اور ابوالحسنات قادری متفقہ طور پر صدر منتخب ہوئے تو وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے مطالبہ کیا گیا کہ ایک ماہ کے اندر اندر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے اور وزیر خارجہ ظفر اللہ خان کو برطرف کیا جائے۔ مولانا عبداللہ بدایونی اور مفتی صاحب داد خان نے 22 نکات پیش کرنے میں JWP کی نمائندگی کی۔ 12 جون 1952ء کو مسلم لیگ کی صوبائی کونسل میں سید احمد سعید کاظمی نے قرارداد پیش کی کہ قادیانیوں کو کافر اقلیت قرار دیا جائے۔ یہ تمام ریکارڈ تحقیقاتی کمیشن رپورٹ جسٹس منیر میں موجود ہے۔ مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا مودودی صاحب کو 7 مئی 1953ء کو فوجی عدالت نے پھانسی کی سزا سنائی۔ 2 سال 2 ماہ بعد 1955ء میں رہائی ہوئی۔ یہ تحریک بدستور اپنا کام زور شور سے کرتی رہی۔ 29 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر قادیانی مسلح غنڈوں نے حملہ کیا اور طلباء کے ریل کے ڈبہ کو آگ لگانے کی کوشش کی، طلباء پر بہیمانہ تشدد کیا تو سارے ملک میں مسلمان

مشتعل ہوئے۔ 17 جون 1974ء میں ملک بھر میں ہڑتال ہوئی اور ہر شعبہ جام کر دیا گیا۔

پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد جمعیت علماء پاکستان کے صدر شاہ احمد نورانیؒ نے پیش کی۔ مفتی محمود، صاحبزادہ نصر اللہ اور مولانا یوسف بنوری کا بھرپور تعاون حاصل تھا۔ 7 ستمبر 1974ء کو بالآخر قرارداد منظور ہوئی۔ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے فہم وفراست سے اس قرارداد کی حمایت کی۔ اسلامی دنیا میں یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اسلامی دنیا کے ہر ملک نے اپنے دستور میں یہ قانون شامل کیا اور پوری اُمت مسلمہ نے اس کو سراہا۔ اس کارنامہ کی وجہ سے پاکستان دنیا کے اسلامی ممالک میں صفِ اول میں شمار ہونے لگا۔ پاکستان کا ہر شہر کیا ملک کے ہر گلی کوچے میں قادیانیت کے خلاف محاذ کھل گئے۔ اس کے علاوہ تقریر وتحریر اور تصنیف کے میدان میں قادیانیت کے خلاف کام کیا گیا۔

قرآن مجید میں 100 آیات اور بے شمار احادیث مبارکہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ ہر مسلمان کا اساسی عقیدہ ہونا ضروری ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی، قرآن آخری آسمانی کتاب اور امت محمدیہ ﷺ آخری امت ہے۔ اول روزِ اسلام سے لے کر آج تک پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ختم نبوت ﷺ کا منکر، کافر اور خارج از اسلام ہے۔ جس پر تمام سلف صالحین مفسرین محققین اور متکلمین کی مہر ثبت ہے اور قرونِ اولیٰ سے لے کر آج کے دورِ حاضر تک پورا عالم اسلام اس بات پر متفق ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر یعنی مفسر قرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہوں یا ابوجعفر محمد بن جریر طبری، علامہ فخر الدین رازی، علامہ قرطبی، علامہ بیضاوی، تفسیر مدارک کے علامہ نسفی، ابن کثیر روح البیان ملاں جیون صاحب، تفسیرات احمدیہ اور آج کے مفکر اسلام جسٹس پیر کرم شاہ الازہری سید اور ابوالاعلیٰ مودودی اور دور حاضر کے سب علماء کرام نے عقیدہ ختم نبوت پر سرِ تسلیم خم کیا ہے۔

اگر نبوت کا دروازہ کھلا رہتا تو امت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ جاتی، اتحاد کی صفیں ٹوٹ جاتیں، امت کا ہر فرد دوسرے کا دشمن بن جاتا جبکہ ختم نبوت کی بدولت سب کے سربراہ ورہنما آقا مولا ﷺ ہیں قرآن سب کا دستورِ حیات ہے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سب کا ایک کلمہ ہے اور بیت اللہ ہر ایک مسلمان کی جہت ہے۔ یہ سب نعمتیں ختم نبوت کی بدولت ہیں۔

اس دنیا میں آج تین ایسی ریاستیں ہیں جو نظریاتی ہیں: (1) روس 1917ء میں کیمونسٹ نظریہ پر قائم ہوئی۔(2) ملک پاکستان جو 1947ء میں لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ کے نظریہ پر قائم ہوا۔ اور (3) یورپین ملک کا ناجائز بچہ طاغوتی قوتوں کے سہارے سے فلسطین کی سرزمین پر غاصب ہوکر 1948ء میں اسرائیل (یہودی) ظاہر ہوا۔ روس نے اپنے قیام کے فوراً بعد واضح بیان دیا کہ کیمونسٹ کون ہوتا ہے۔ اسی طرح یہودی ریاست اسرائیل نے بھی ایک واضح تعریف کردی کہ خالص یہودی کون ہوتا ہے جسے تمام یہودیوں نے تسلیم کیا۔ اس سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی تعریف فرمائی جس کو میثاقِ مدینہ میں باقاعدہ درج کیا گیا۔ قیامِ پاکستان کے دن ضروری تھا کہ مسلمان کی جامع تعریف کردی جاتی تو یہ قادیانی لوگ پاکستان میں آکر آباد نہ ہوتے اور اتنا بڑا فتنہ کھڑا نہ ہوتا۔ بہرحال مسلمانانِ پاکستان کی یہ 50 سالہ جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہوئی جو بڑے نصیب کی بات ہے۔ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 298C دستورِ پاکستان کا جزو بن گئی جس سے یہ قانون نافذ کردیا گیا کہ کوئی قادیانی اپنے آپ کو کسی طرح بھی مسلمان ظاہر نہیں کرسکتا۔ کوئی مسلمان بھی اپنے آپ کو قادیانی مسلمان یا احمدی مسلمان نہیں کہلا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ پانچ پابندیاں عائد کردی گئیں: (1) جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے علاوہ کسی شخص کو صحابی امیر المومنین خلیفۃ المومنین نہیں کہا جاسکتا۔ (2) کسی عورت کو اُم المومنین نہیں کہا جاسکتا۔ (3) آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کے علاوہ کسی اور کے لیے اہل بیت کی اصطلاح استعمال کرنا جرم قرار دیا گیا۔ (4) قادیانی اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔ (5) قادیانی مسلمانوں جیسی اذان کے کلمات والی اذان نہیں دے سکتے۔ جو کوئی ان پابندیوں کی خلاف ورزی کرے گا اسے تین سال سزا اور جرمانہ کیا جائے گا۔ کوئی قادیانی بطور اقلیت ممبر اسمبلی بن کر نہیں آسکتا جب تک وہ یہ نہ لکھ کر اقرار کرے کہ میں مملکتِ پاکستان میں ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت ہوں۔ اس وقت کے اکابر اور علماء کرام کا پوری اُمت مسلمہ پر احسان ہے کہ فتنۂ قادیانیت کو تابوت میں بند کرکے ہمیشہ کے لیے دفن کردیا۔ اللہ کریم ایسی ہستیوں کو خوش رکھے۔ (آمین) یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

تربیتِ اولاد کے اسلامی اُصول

شیخ محمد بن جمیل زینو رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حافظ خالد حیات محمود

تصویروں اور مجسّموں کی شرعی حیثیت:

مذہبِ اسلام بنی نوعِ انسان کی طرف جس پیغام کو لے کر آیا تھا، وہ یہی تھا کہ تمام لوگ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے سوا بتوں، تصویروں اور مجسّموں کی شکل میں پائے جانے والے جملہ اولیاء وصالحین کی پوجا پاٹ ترک کر دیں۔

یہ دعوت کوئی نئی نہیں ہے، بلکہ جب سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رُشد و ہدایت کے لیے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا ہے، تب سے یہ بات انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد رہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾

[النحل: ٣٦]

”اور تحقیق ہم نے ہر اُمت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی پرستش نہ کرو۔“

طاغوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کو اس کی رضا سے اللہ کے سوا معبود بنالیا جائے۔ سورت نوح میں جن چند مجسّموں کا ذکر ملتا ہے، وہ درحقیقت بعض نیک بندوں کے مجسّمے تھے۔ اس بات کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا وہ قول ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر

میں نقل کیا ہے:

﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا﴾ [نوح: ٢٣، ٢٤]

''اور انھوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور خصوصاً وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو بھی ترک نہ کرنا۔ (اے میرے پروردگار!) انھوں نے خلقِ کثیر کو گمرا کر ڈالا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مذکورہ آیات کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

أسماء رجال صالحين من قوم نوح، فلما هلك أولئك أوحى الشيطان إلى قومهم أن انصبوا إلى مجالسهم التي كانوا يجلسون فيها أنصابا وسموها بأسمائهم، ففعلوا، ولم تعبد، حتى إذا هلك أولئك وتنسخ العلم عبدت. (صحيح بخاري، رقم: ٤٩٢٠)

''اس آیت میں وارد نام قومِ نوح کے بزرگ اور صالح لوگوں کے نام ہیں۔ ان کے دنیا سے اُٹھ جانے کے بعد شیطان نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ یہ بزرگ لوگ جہاں جہاں بیٹھا کرتے تھے، ان جگہوں پر ان کے مجسمے رکھ دیں اور ان مجسّموں کو ان بزرگوں کے ناموں سے منسوب کر دیں، چنانچہ لوگوں نے شیطان کی اطاعت کرتے ہوئے اتنے کام ہی پر اکتفا کیا اور نتیجتاً یہ مجسّمے پوجا پاٹ سے محفوظ رہے، لیکن جب یہ لوگ دنیا سے رخصت ہو گئے اور علم کے نقوش بھی مٹ گئے تو پھر ان مجسّموں کی پوجا پاٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔''

اس واقعے سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہٹا کر دوسروں کی عبادت کے غلط راستے پر ڈالنے میں قوم کے معروف و نام وَر لیڈروں کے مجسموں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

لوگوں کی ایک کثیر تعداد کی یہ سوچ ہے کہ موجودہ دور میں جب کہ تصویروں اور مجسّموں کی عبادت کرنے کا رواج مفقود ہو چکا ہے تو ان حالات میں مجسّموں کا تراشنا اور بالخصوص تصویر کشی کا دھندا ناجائز نہیں رہا۔ ان لوگوں کا یہ خیال کئی ایک وجوہ کی بنا پر ناقابلِ التفات ہے:

۱:　حقیقت یہ ہے کہ عصرِ حاضر میں بھی تصویروں اور مجسّموں کی پوجا کی جارہی ہے۔ آپ دیکھیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت مریم کی عبادت گرجا خانوں میں کی جاتی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ عیسائی لوگ تو صلیب کے سامنے بھی عبادت کی غرض سے اپنی گردنوں کو جھکا لیتے ہیں۔

بازاروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کی تصویروں پر مشتمل دیدہ زیب سینریاں (Sceneries) بیش بہا قیمت پر فروخت کی جاتی ہیں جن کو گھروں میں لا کر عبادت و تعظیم کی غرض سے لٹکا دیا جاتا ہے۔

۲:　ایسے ممالک جو مادی اعتبار سے ترقی یافتہ اور اخلاقی وروحانی لحاظ سے نہایت پسماندہ ہیں، ان میں قومی لیڈروں کے نصب شدہ مجسّموں کے سامنے سے گزرنے والوں کے سروں سے احتراماً ٹوپیاں اُتر جاتی ہیں اور گردنیں جھک جاتی ہیں۔

اس کی واضح مثالوں میں امریکا کے شہر واشنگٹن میں جارج، فرانس میں نابلین اور روس میں لینن اور سٹالن کے سڑکوں پر نصب شدہ مجسّمے ہیں۔

اب ہمارے ملکوں میں بھی مجسّمے نصب کرنے کی بیماری جڑیں پکڑتی جارہی ہے، چنانچہ بعض ممالک نے تو کافروں کی نقالی میں اپنے ہاں سڑکوں پر مجسّموں کو لا کھڑا کیا ہے۔ جو عرب و مسلم ممالک مجسّمے نصب کرنے کی اس دوڑ میں ابھی پیچھے ہیں، ان کے ہاں اس کام کو مکمل کرنے کی تیاریاں جاری ہیں۔ حالانکہ ان کو چاہیے تھا کہ مجسّموں کی تراش خراش اور ان کی تنصیب پر خرچ کیے جانے والے سرمایے کو مدارس و مساجد کی تعمیر، ہسپتالوں کے قیام اور خدمتِ خلق کے لیے کام کرنے والی تنظیموں کی تشکیل پر صرف کرتے تو دولت کا یہ مصرف یقیناً مفید اور سودمند ہوسکتا تھا اور اس صورت میں ان رفاہی وفلاحی اداروں کو قومی لیڈروں کے ناموں کے ساتھ منسوب کر دیے جانے میں تو قطعاً کوئی مضائقہ نہ ہوتا۔

۳:　مسلمان ملکوں میں نصب شدہ ان مجسّموں کی اگرچہ آج کل معروف معنوں میں عبادت تو نہیں کی جارہی، لیکن خدشہ ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد ایسا وقت آجائے گا کہ جب ان کے سامنے بھی تعظیماً گردنیں جھکنے لگیں گی اور اس طرح ان کی عبادت کا بھی سلسلہ شروع ہوجائے

گا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس قسم کے واقعات یورپ وترکی میں رونما ہوچکے ہیں اور ان سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا حال بھی ایسا ہی رہا ہے۔انھوں نے بھی پہلے پہل اپنے قومی لیڈروں کے مجسّمے نصب کیے، پھران کی تعظیم میں حد سے بڑھ کران کی پوجا پاٹ شروع کردی۔

۴: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مجسّموں اور تصویروں کی بیخ کنی سے متعلق حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهُ (صحيح مسلم، رقم: ٩٦٩)

''کسی بھی مجسّمے کو مٹائے بغیر اور کسی بھی اونچی قبر کو برابر کیے بغیر مت چھوڑنا۔''

ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ملتا ہے:

وَلا صُورَةً اِلا لَطَّخْتهَا۔ (مسند أحمد، رقم: ٦٥٧)

''جو تصویر بھی تمھیں نظر آئے، اس کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دو۔''

کیا سگریٹ نوشی ناجائز ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سگریٹ کا وجود اگرچہ نہیں تھا، لیکن اشیاء کی حرمت وحلت کے بارے میں اسلام نے جو عام اصول وضع فرمائے ہیں، ان کی رو سے ہر وہ چیز حرام قرار پاتی ہے جو انسانی جسم کے لیے نقصان دہ ہو، یا اس کے استعمال سے دوسرے انسان کو کسی قسم کے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو، یا وہ چیز بجائے خود دولت کے تلف اور مال کی بربادی کا باعث بن سکتی ہو۔اس نقطۂ نظر سے سگریٹ کے بارے میں شرعی حکم جاننے کے لیے مندرجہ ذیل دلائل پر غور فرمائیں۔ارشادِ ربانی ہے:

۱۔ ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ [الأعراف: ١٥٧] ''اور وہ (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔''

سگریٹ کا تعلق یقیناً بدبودار، ضرر رساں اور خبیث وناپاک چیزوں کے ساتھ ہے۔

۲۔ ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة: ١٩٥]

''اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو تباہی وہلاکت میں نہ ڈالو۔''

سگریٹ کا استعمال انسان کو کینسر اور ٹی بی جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا کر دینے کا باعث بنتا ہے۔

۳۔ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ [النساء: ۲۹] ''اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔''

سگریٹ نوشی اپنے آپ کو آہستہ آہستہ موت کے منہ میں دینے کے مترادف ہے۔

۴۔ شراب نوشی اور جوئے بازی کے نقصانات کے بارے میں ارشاد ہے: ﴿وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا﴾ [البقرة: ۲۱۹] ''اور ان کا گناہ ان کے نفع کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے۔''

اسی طرح سگریٹ نوشی کا نقصان بھی اس کے فائدے کی نسبت بہت زیادہ ہے، بلکہ یہ تو سراسر نقصان ہی نقصان ہے!

۵۔ ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا o اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا o﴾ [الإسراء: ۲۶، ۲۷] ''اور بے جا فضول خرچی سے مال نہ اُڑاؤ، یقیناً فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں۔''

چونکہ سگریٹ کا استعمال اِسراف اور بے جا فضول خرچی ہے، اس لیے یہ بھی شیطانی عمل ہی کا حصہ تصور ہوگا!

۶۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے: ((لا ضرر ولا ضرار.)) (مسند أحمد، رقم: ۲۸۶۵)

یعنی اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہر ایسا کام ناجائز ٹھہرتا ہے جس کا نقصان اس کے کرنے والے کو خود اُٹھانا پڑے، یا اس کے مضر اثرات کسی دوسرے انسان پر اثر انداز ہو رہے ہوں۔

سگریٹ جہاں استعمال کرنے والے کی صحت کے لیے مضر اور ساتھ بیٹھے انسان کے لیے تکلیف و ایذا کا باعث بنتا ہے، وہاں وہ مال و دولت کی تباہی و بربادی کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔

۷۔ ((إن اللّٰه حرم عليكم: .... إضاعة المال.)) (صحيح بخاري، صحيح مسلم،) ''اللہ تعالیٰ نے تم پر مال کا ضیاع حرام قرار دیا ہے۔''

سگریٹ نوشی یقیناً اس شخص کے مال کی بربادی کا باعث ہے جو اس کو استعمال کرتا ہے اور یہ ایک ایسا کام ہے جسے اللہ رب العزت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ (جاری ہے)

مدارسِ دینیہ اِسلامیہ میں
تخصّص فی التفسیر وعلوم القرآن
(مجوزہ پروگرام کا ایک خاکہ)

خورشید احمد سعیدی
کلیہ اصول الدین (فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز)، اِنٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اِسلام آباد

زیرِنظر تحریر فاضل مضمون نگار کی ایک طویل تحریر کا ابتدائی حصہ ہے جس میں انھوں نے درسِ نظامی کے مروّجہ نصابِ تعلیم میں "تخصص فی التفسیر وعلوم القرآن" سے متعلق کمی کو نہ صرف واضح کیا ہے بلکہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے نہایت عرق ریزی سے ایک پروگرام بھی تجویز کیا ہے۔ تحریر کا باقی حصہ اس مجوزہ پروگرام کی تفاصیل پر مشتمل ہے جسے اس رسالہ کے صفحات میں شامل نہیں کیا گیا۔ دلچسپی رکھنے والے حضرات ادارہ سے رابطہ کر کے تحریر کا بقیہ حصہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

پس منظر اور پیش منظر

اکیسویں صدی عیسوی کی پہلی دو دہائیوں نے دنیا کے ساتوں براِعظموں کی انسانی آبادی کو ایک عالمی بستی بنتے دیکھا ہے۔ کمپیوٹر اور موبائل فون جیسے آلات کی ترقی نے دنیا کے لوگوں کی اکثریت کو اِنٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے آپس میں جوڑ دیا ہے۔ اس نئے منظرنامے نے اہل اسلام کے لیے ملکی اور عالمی سطح پر کئی ایسے دینی، معاشی، سیاسی، تعلیمی، انتظامی اور اخلاقی مسائل اور چیلنج پیدا کیے ہیں جو بین المسالک نوعیت کے بھی ہیں اور بین الادیان والمذاہب نوعیت کے بھی۔ ان مسائل کے حل تلاش کرنے، تحدیات (challenges) پر قابو پانے اور عام انسانی معاشرے کی بالعموم اور مسلمان معاشرے کی بالخصوص رہنمائی کرنے کے لیے جن صلاحیتوں، مہارتوں اور افکار ونظریات کے حامل افراد کی ضرورت ہے وہ معاصر مدارسِ اسلامیہ میں مروّجہ علومِ دینیہ وفنونِ عصریہ کے تعلیمی نصاب وتربیتی مناہج سے تیار نہیں ہو رہے ہیں۔

معاصر مدارسِ دینیہ میں شہادۃ العالمیہ تک تعلیم وتربیت کا سلسلہ مکمل کر دیا جاتا ہے سِوائے تخصص فی الفقہ کے۔ اس تعلیمی نظام میں ترجمہ قرآن مجید، تفسیر جلالین اور تفسیر بیضاوی کے منتخب اجزا اور الفوز الکبیر فی اصول التفسیر کی کتابیں تو ہیں لیکن تدبر قرآن، علوم القرآن، تفسیر قرآن، مناہج مفسرین اور قرآنی مطالعات میں گہرے اور وسیع تخصّص کا کوئی تدریسی نصاب، تربیتی نظام اور عالمی مسائل کے سیاق میں قرآنی تحقیقات کا اہتمام نہیں پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دینی مدارس کے فضلاء ملکی سطح پر معاشی، سیاسی اور تعلیمی میدانوں کے روز افزوں مسائل میں نمایاں قائدانہ کردار ادا کرنے میں بہت پیچھے ہیں، اِلا ما شاء اللہ۔ یہی حال عالمی سطح کے بین الادیان والمذاہب مکالمات اور بین الثقافات تعلقات کے مسائل کا بھی ہے۔ ان کے حل کے لیے بھی انتہائی کم فضلاء ﴿مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْن﴾ (البقرۃ:213) اپنا مؤثر کردار ادا کر پاتے ہیں کیونکہ اس کام کو بخیر وخوبی سرانجام دینے کے لیے انہیں تخصص فی التفسیر وعلوم القرآن کی تعلیم وتربیت دینے والا کوئی مدرسہ، دارالعلوم یا عام ادارہ نہیں ملتا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے متعلق بتایا ہے: وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ (النساء: 113) رب کریم سے براہِ راست تعلیم وتربیت پانے والے ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔ (سنن ابن ماجہ) بے مثل علوم ومہارتوں کے مالک سیّد الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلم انسانیت ہیں۔ آپ نے خیر القرون کے بہترین افراد یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تئیس سال تک قرآن مجید پڑھایا۔ انہیں اس کی تفسیر اور اس میں تدبر سکھایا۔ صحابہ کرام کے نصابِ تعلیم میں قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور کتاب شامل نہیں تھی۔ تخصص فی التفسیر وعلوم القرآن کے اس تعلیمی وتربیتی نظام کے اساتذہ اور تلامذہ کے مقام ومرتبے کا اعلان اِن الفاظ میں کیا: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَه۔ (صحیح البخاری) انہی کے متعلق یہ الفاظ بھی حدیث میں ملتے ہیں: أَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَه۔ مزید برآں ایک طویل حدیث کا یہ آخری حصہ تو قرآن مجید کے اجتماعی، گہرے اور وسیع تخصص کا مطالبہ کرتا ہے: وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ،

وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ، لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ (صحیح مسلم)

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سنتِ رسول اور سنتِ صحابہ کی پیروی میں مسلمانوں کو بھی تئیس سالہ طویل عرصہ قرآن مجید پڑھنے پڑھانے اور اس میں تفکر و تدبر کرنے پر لگانا چاہیے یا نہیں؟ بہر حال معاصر دینی مدارس کی صورت حال تو کچھ اور نظر آتی ہیں۔ شہادۃ العالمیہ کے بعد کیونکہ دینی تعلیم کا نظام تخصص فی التفسیر وعلوم القرآن کے بارے میں خاموش ہے۔ اس لیے خوف ہے کہ معاصر مسلمان کہیں اس آیت کے مصداق نہ بن جائیں: وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۔ (الفرقان:30)

موجودہ درسِ نظامی کے نصاب میں عدمِ توازن اور حالاتِ زمانہ کی رعایت نہ رکھنے کی ایک مثال یہ ہے کہ وہ آیات جنہیں آیات الاحکام کہا جاتا ہے ان کی تعداد مشہور قول کے مطابق پانچ سو ہے۔ ان پانچ سو آیات کی گہری تفہیم کے لیے شہادۃ العالمیہ تک فقہ اور اصول فقہ کی آٹھ کتابیں (نورالایضاح، مختصر قدوری، کنز الدقائق، ہدایہ، اصول الشاشی، نورالانوار، حسامی، توضیح تلویح) پڑھائی جاتی ہیں۔ بعض مدارس کے نصاب میں کچھ کتابیں مختلف ہیں لیکن تعداد کم وبیش یہی ہے۔ اس میں تخصص فی الفقہ کے بارہ کورس شامل کرلیں تو تعداد بیس کورس ہوجاتی ہے جب کہ اہل کتاب کے متعلق قرآن مجید کی سنتالیس مکی اور انیس مدنی سورتوں میں لگ بھگ بارہ سو چھبیس (1226) آیات پائی جاتی ہیں۔ اہل کتاب کی بجائے اگر ''بنی اسرائیل، یہود ونصاریٰ'' کی اصطلاح استعمال کریں تو سورۂ یوسف کی آیات ملانے سے یہ تعداد بڑھ کر (1337) ہوجاتی ہے لیکن دینی مدارس میں معاصر اہل کتاب یہود ونصاریٰ کی انواع واقسام کی معاشی، سیاسی، سماجی، تعلیمی، حربی، تخریبی، معاندانہ، جارحانہ وغیرہ سرگرمیوں کی گہری تفہیم وادراک کے لیے ان آیاتِ ہدایت پر مبنی ایک کتاب بھی شامل نصاب نہیں ہے حالانکہ معاصر دنیا میں یہود ونصاریٰ کی آبادی 33 فی صد کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔ دینی مدارس کا نظامِ تعلیم وتربیت دنیا کی اتنی بڑی آبادی سے عدمِ التفات، صرفِ نظر یا غفلت کا متحمل کیسے ہوسکتا ہے؟ حالانکہ مسلمانوں کے متعلق ان کے خیالات واقدامات کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے: وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُودُ

وَلَا النَّصَارٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمْ قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَھْوَائَھُمْ بَعْدَ الَّذِی جَائَکَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَلِیٍّ وَلَا نَصِیرٍ۔(البقرۃ:120)

قرآنی علوم اور انسانی زندگی کے متعلق ان کی افادیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا: (مرقاۃ شرح مشکٰوۃ)

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْآنِ لٰکِنْ تَقَاصَرَ عَنْہُ اَفْھَامُ الرِّجَال

قرآن کے ماہرین کہتے ہیں کہ انسانی زندگی کو درپیش کوئی ایسا مسئلہ یا مشکل نہیں ہے جس کا حل قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔اسی حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول ہے:

لَوْ ضَاعَ مِنِّی عِقَالُ بَعِیْرٍ لَوَجَدتُّہٗ فِی الْقُرآن (مجدی الہلالی، العودۃ الی القرآن لماذا وکیف)

یعنی اگر مجھ سے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو اسے قرآن مجید کی مدد سے پالوں گا۔تو جس کتابِ الٰہی میں تمام علوم موجود ہیں جو خود کتابِ ہدایت ہے اس میں تخصص کے درجے کی تعلیم و تربیت کا اہتمام نہیں ہوگا تو مسلمان اپنے مسلم معاشرے کے داخلی اور غیر مسلم معاشروں کے ساتھ تعلقات کے خارجی مسائل پر کیسے قابو پا سکیں گے؟ امن و امان کی فضا کیسے برقرار رکھ سکیں گے؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿اِنَّ ھٰذَا الْقُرْآنَ یَھْدِی لِلَّتِی ھِیَ أَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِینَ الَّذِینَ یَعْمَلُونَ الصّٰلِحٰتِ أَنَّ لَھُمْ أَجْرًا کَبِیرًا﴾ (اسراء:09)،﴿أَفَلَا یَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلٰی قُلُوبٍ أَقْفَالُھَا﴾ (محمد:24) اور خطبہ حجۃ الوداع میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد تَرَکْتُ فِیکُمْ أَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا: کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ نَبِیِّہٖ (مؤطا امام مالک) کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے معاصر دینی مدارس کو تخصص فی التفسیر و علوم القرآن کی تعلیم و تربیت اور قرآنی تحقیقات کا سلسلہ بلا تاخیر مزید شروع کر دینا چاہیے۔

تخصّص فی التفسیر وعلوم القرآن کورس کا دورانیہ اور سطح

اس مجوزہ فکری و تربیتی تخصص کا دورانیہ تین سال ہونا چاہیے۔دو سال یعنی چار سمسٹر کا تدریسی کورس ورک ہو، ہر سمسٹر میں چھ تدریسی و تربیتی کورس ہوں اور ان کے بعد ایک سال کی مدت میں مکمل کیا جانے والا ایک تربیتی تحقیقی مقالہ لکھنا چاہیے۔یہ پروگرام عصری جامعات کے بی ایس اور ایم ایس پروگراموں کے برابر نہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے۔ایچ ای سی کی طرف سے اس

پروگرام کو ایم ایس کے مساوی تسلیم کیا جانا چاہیے۔

تخصص فی التفسیر و علوم القرآن کے اغراض و مقاصد

اس کورس کے خصوصی اغراض و مقاصد اور اہداف آگے اپنے مقام پر آئیں گے جبکہ عمومی اغراض و مقاصد یہ ہیں: 1۔ ایسے مسلمان علماء تیار ہوسکیں گے جو صدرِ اسلام سے تا حال کی قرآنی خدمات، تحقیقات اور ان کے رجحانات کو جانتے ہوں گے۔ 2۔ ایسے مسلمان مدبرین تیار ہوسکیں گے جو معاصر مسلم معاشروں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم معاشروں میں انبیاء کی سنت ادا کرتے ہوئے اِنذار و تبشیر اور تبلیغ و دفاعِ اسلام کا ٹھوس کام کرنے کے اہل ہوں گے۔ 3۔ ایسے مسلمان مفکرین تیار ہوسکیں گے جو ایک طرف گزشتہ ساڑھے چودہ صدیوں میں پیش کی جانے والی قرآنی فہم و فکر کا گہرا اِدراک رکھتے ہوں گے تو دوسری طرف معاصر ملکی اور عالمی مسائل کے سیاق میں اپنی اجتہادی صلاحیتوں سے قائدانہ فکری کردار ادا کرنے کے قابل ہوں گے۔ 4۔ ایسے مسلمان مجتہدین اور راسخین تیار ہوسکیں گے جو قرآن مجید میں تفکر و تدبر کے قدیم اسالیب سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ روحِ اسلام اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ جدید اسالیب و مناہج وضع کرنے کے اہل ہوں گے۔ 5۔ ایسے مسلمان قائدین تیار ہوسکیں گے جو معاصر مسلم و غیر مسلم دنیا کو درپیش سیاسی، معاشی، سماجی اور تعلیمی چیلنجوں سے نکالنے کے لیے قرآنی ہدایات، نبوی تعلیمات اور صالح افکار سے حل پیش کرنے کے لائق ہوں گے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ أَقْوَامًا، وَیَضَعُ بِہٖ آخَرِینَ (سنن ابن ماجہ)

[سنن ابن ماجہ کی اس حدیث کا پس منظر بڑا دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ ابن شہاب زہری کہتے ہیں مجھے عامر بن واثلہ نے بتایا کہ نافع بن عبدالحارث حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عسفان کے مقام پر ملے۔ حضرت عمر نے انہیں اہل مکہ کا گورنر بنایا تھا۔ نافع بن عبدالحارث نے حضرت عمر کو سلام کیا تو انہوں نے پوچھا: اہل وادی پر تم کسے اپنا قائم مقام (خلیفہ) بنا آئے ہو؟ نافع نے جواب دیا: میں نے ان پر ابن ابزیٰ کو اپنا قائم مقام بنایا ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا: ابن ابزیٰ کون ہے؟ نافع نے جواب دیا: وہ ہمارے غلاموں میں سے ایک جوان ہے۔ حضرت عمر نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا: تونے ان پر ایک غلام کو اپنا قائم مقام بنا دیا ہے! نافع نے عرض کی: اے امیر المومنین! وہ قرآن کا قاری اور قرآنی علم فرائض کا عالم، بہترین جج ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کو تھامنے والی قوموں کو رفعت اور عظمت بخشتا ہے جبکہ اس سے غفلت کرنے والے پستی اور تنزلی کا شکار ہو جاتے ہیں۔]

6۔ ایسے مسلمان فلکیات دان اور علمائے حیاتیات ونباتات و جمادات تیار ہوسکیں گے جواس ارشادالٰہی وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (سورۃ الجاثیہ: 13اور سورۃ النحل 4۔18) کی روشنی میں تسخیر کائنات کا سفر شروع کرسکیں گے۔

تخصص فی التفسیر وعلوم القرآن میں داخلہ کی شرائط

اس تخصص میں ان فضلاء اور فاضلات کو داخلہ دیا جائے جو

1۔ شہادۃ العالمیہ کا کورس کامیابی سے مکمل کر کے سند یافتہ ہوں۔

2۔ شہادۃ العالمیہ کی پڑھائی کے دوران ترجمہ قرآن، تفسیر جلالین و بیضاوی اور الفوز الکبیر فی التفسیر کے کورسوں میں سے کسی کورس میں ان کے حاصل کردہ نمبر 65فی صد سے کم نہ ہوں۔

3۔ بامقصد اور معیاری تحقیق وتحریر کا مزاج اور رجحان رکھتے ہوں۔

4۔ عربی، فارسی، انگریزی زبانوں پر مناسب عبور اور ان میں تخلیق شدہ ادب سے استفادہ کی اہلیت رکھتے ہوں۔

5۔ جدید ٹیکنالوجی اور اپلی کیشنز مثلاً لیپ ٹاپ اور مکتبہ شاملہ کا استعمال، انٹرنیٹ پر سرچنگ اور اردو، عربی اور انگریزی زبانوں میں کمپیوٹر کمپوزنگ کی مہارت رکھتے ہوں۔

6۔ تفرقہ بازی کی بجائے ملکی سطح پر مسلمانوں کو درپیش سیکولرازم، لبرل ازم اور الحاد کے مسائل اور عالمی سطح پر امت و انسانیت کو درپیش فکری، معاشی، سیاسی، سماجی اور تعلیمی مسائل کے قرآنی حل میں دلچسپی رکھتے ہوں۔

طریقہ تدریس وتربیتِ تحقیق

اِس پروگرام کی تدریس اور اِس کے طلبہ کی تربیتِ تحقیق کے لیے اساتذہ اور طلبہ کو ذیل کے اقدامات ملحوظ رکھنے ہوں گے۔

1۔ معاصر افکار اور جامعاتی سطح کے طویل عالمی تعلیمی تجربات کے پیشِ نظر تعلیم وتربیت کا بہتر نظام شش ماہی نظامِ تعلیم (Semester System) ہے کیونکہ اس میں زیادہ علوم وفنون کی تدریس اور تربیت کی جاسکتی ہے۔ اس لیے تخصص فی التفسیر وعلوم القرآن کے اس مجوزہ

پروگرام کو دینی مدارس میں شش ماہی نظامِ تعلیم کے تحت چلایا جائے۔ اِس خاکہ میں اسی کا لحاظ رکھ کر تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

2۔ کلاس میں طلبہ کی تعداد 25 تا 30 ہو۔اس سے زائد نہ ہوتا کہ انفرادی سوال و جواب کے لیے دورانِ کلاس مناسب وقت میسر ہو۔

3۔ کلاس کا دورانیہ 75 منٹ کا ہونا چاہیے۔تدریس متن کے ساتھ سوال و جواب اور تعمیری وتوضیحی بحث ومباحثہ ہونا چاہیے۔

4۔ کورس کے ہرعنوان کے متعلق متن کی تدریس سے پہلے ملٹی میڈیا پروجیکٹر کے ذریعے سبق کے اساسی نکات سے متعارف کروانا چاہیے۔

5۔ ہرتدریسی موضوع کے متعلق سابقہ کتب،علمی کام،کانفرنسوں اوراہم تحقیقی رجحانات سے متعارف کروانا چاہیے۔

6۔ تربیتی کلاسیں مثلاً اصول تحقیق اور ہرکورس کی بحثِ فصلی کی تربیت لائبریری اور کمپیوٹر لیب میں ہوں۔

7۔ ہرکورس کے متعلق اردو،عربی، فارسی اورانگریزی زبانوں میں قدیم وجدید کتابوں (لغات، معاجم،قوامیس،موسوعات، مطالعات،تحقیقات، فہارس، اشاریہ جات) سے لازماً متعارف کروانا چاہیے۔وہ کتب مدرسہ کی لائبریری میں موجودہوں یاانٹرنیٹ پرآن لائن لائبریری میں دستیاب ہوں۔

8۔ ہرہفتے ہرطالب ہرکورس کی تین گھنٹے کی کلاسیں پڑھے گااورتین گھنٹے لائبریری میں اس کورس کے متعلق موادکامطالعہ کرے گا۔

9۔ لائبریری میں مطالعے کے لیے مقررکردہ اوقات میں اسکالرایک تو ہرکورس کی بحثِ فصلی پرتخلیقی کام کرے گااوراس کےعلاوہ اپنے مقالے کےموضوع اورخاکے پرکام کرتا رہے گا۔ اس سلسلے میں وہ اخبارات، رسائل وجرائد،تحقیقی مجلّات، ٹی وی مذاکرات، کانفرنسوں کی ویڈیو ریکارڈنگ، مباحثے، جدید کتب،تحقیقی مضامین سے آگاہی،فہرست سازی اوران کے مطالعے سے فکری استفادہ کرے گا جبکہ تخصص کے متعلق دنیا میں منعقد ہونے والے آن لائن اورآن

کیمپس مباحثوں، سیمینار اور کانفرنسوں کے رجحانات کا جائزہ بھی لیتا رہے گا۔

10۔ لائبریری میں مطالعے کے مقرر اوقات میں ہر اسکالر اپنے کورس کے ہفتہ وار سیمینار میں فعال شرکت کی تیاری بھی کرتا رہے گا۔

طریقہ آزمائش، امتحان اور نمبروں کی تقسیم

1۔ ہر کورس کا ایک وسط مدتی (mid-term) آزمائشی امتحان ہونا چاہیے۔ امتحان کا دورانیہ نصف گھنٹہ ہو۔ اس امتحان کے 10 نمبر ہونے چاہئیں۔ استاد چاہے تو اس امتحان کو دو یا تین بار دہرا سکتا ہے۔ جس میں نمبر زیادہ ہوں انہیں آخری نتیجے میں شامل کرے۔

2۔ ہر کورس کے عنوانات سے مربوط کمپیوٹر پر لکھی ایک تخلیقی تحقیقی بحث (research assignment) لکھوانی چاہیے جو 11۔15 صفحات سے زیادہ طویل نہ ہو۔ استاد پہلے اس بحث کی نوعیت اور اوصاف کی وضاحت کرے، اس کی خاکہ سازی کروائے، پھر لکھوائے۔ پھر اس بحث کو پڑھے، اس پر اپنے جائزے کی روشنی میں اصلاحی ملاحظات لکھے اور طلبہ کو بروقت واپس کرے۔ لے کر اپنے پاس نہ رکھ لیا کرے۔ اس کے 20 نمبر ہونے چاہئیں۔

3۔ ہر کورس کے متعلق کتب اور تحقیقی مقالات سے آگاہی اور گہری شناسائی کے لیے ایک مابین المدارس طلبہ سیمینار منعقد کرنا چاہیے۔ اس مابین المدارس سیمینار کے لیے مدرسہ دار العلوم میں ہفتہ وار مابین طلبہ تبادلِ افکار کی نشستیں منعقد ہوں جن میں تقسیم کار کے اصول کے تحت ہر طالب علم شرکت کرے اور اپنے ذہنی میلان و رجحان کے مطابق اپنی پسند کی نئی کتب کا جائزہ پیش کرے۔ ہر طالب علم کی شرکت کا وقت پانچ تا سات منٹ جب کہ نمبر 10 ہوں۔

4۔ اختتامِ سمسٹر پر ہر کورس کا 60 نمبروں کا ایک آخری تحریری امتحان ہونا چاہیے۔ اس کا دورانیہ دو گھنٹے ہونا چاہیے۔ اس امتحان میں 20، 20 نمبر کے چار سوال پوچھیں۔ مختصر سوال و جواب (MCQs) کا پہلا لازمی سوال؛ بقیہ تین سوالات میں سے کوئی دو سوالوں کے جواب طلب کریں۔ دوسرے سوال میں انسانی زندگی کے فروغ، بقا اور استحکام کے متعلق کسی تصور، نظریے، انتظام، واقعہ، مجوزہ پروگرام وغیرہ کا تجزیہ (analysis) طلب کریں؛ تیسرے سوال میں کسی تصور، نظریے، خیال، انتظام، واقعہ، مجوزہ پروگرام کی قرآن و سنت کی روشنی میں قدر و قیمت

(evaluation) یا موقف طلب کریں؛ اور چوتھے سوال میں کسی تصور، نظریے، خیال، انتظام، کسی مشکل کے ممکنہ حل، ترقی کے مجوزہ پروگرام کی وضع، تشکیل، تفصیل و تالیف (synthesis) طلب کریں۔

5۔ تمام آزمائشی سرگرمیوں کے سوالات کو ایک طرف پورے پروگرام کے عمومی اہداف، پھر کورس کے خصوصی اہداف سے ہم آہنگ ہونا چاہیے تو دوسری طرف ان سوالات میں ہر ہدف کے حصول کی آزمائش کے پیش نظر تنوع بھی ہونا چاہیے۔ مثلاً

ا۔ ایک کورس کے وسط مدتی امتحان کے سوالات سے طالب علم کے علم میں اضافہ (knowledge) اور موضوعات کی تفہیم (comprehension) کی آزمائش کی جائے۔ مختصر مگر بالکل درست نوعیت کے اجمالی جواب یا وضاحت یا تلخیص طلب کرنے والے سوالات ہوں۔

ب۔ تحریری بحث (assignment) اور اس کی زبانی پیش کاری سے کورس کے اِطلاقی و تطبیقی (application and use) اہداف کی آزمائش کی جائے۔ اس میں کیسے کی نوعیت والے سوال ہوں۔

ت۔ آخری تحریری امتحان میں تجزیہ (analysis)، تقییم (evaluation) اور تالیف (synthesis) کی آزمائش والے سوالات پوچھے جائیں۔ ان مقاصد کے حصول کی حدود کی آزمائش والے سوال میں کیوں؟، کن طریقوں سے؟، کیسے مراحل سے؟، وغیرہ استعمال ہوں۔ یعنی افکار و نظریات کو قرآن وسنت کی روشنی میں پرکھنے والے سوالات ہوں۔ یاد رہے کہ کیوں والے سوال کا تعلق ماضی ہے تو کسی واقعہ، حادثہ، کام وغیرہ کے اسباب اور محرکات مطلوب ہوتے ہیں۔ اگر کیوں والے سوال کا تعلق زمانہ حال یا مستقبل سے ہے تو جواب میں اغراض و مقاصد یا اہداف مطلوب ہوتے ہیں۔ فتأمل وافهم.

ث۔ سوالات ایسے ہوں جن کے سبب سے تخصص کے طالب کی تنقیدی سوچ (critical thinking) اور مدلل تجزیاتی تبصرے کی مہارتیں پروان چڑھ سکیں۔

اللہ سے ڈرو!
شکر کرو تمہیں گناہوں کے باوجود بھی اللہ کی نعمتیں مل رہی ہیں

ابو فیصل محمد منظور انور

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو۔ پھر اگر نہیں چھوڑتے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے لیے ہے تمہارا اصل مال۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے''۔(البقرۃ آیت 278)

ہم انفرادی و اجتماعی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول معظم ﷺ کے فرامین کو پس پشت ڈال کر معاشی سطح پر سودی نظام کی لعنت میں جکڑے ہوئے ہیں اور اپنے معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی کا ارتکاب کر کے حیوانی سطح کی زندگی گزار رہے ہیں۔ قدرت نے آفاتِ ارضی وسماوی کے ذریعے کئی بار جھنجوڑا کہ اس روش سے باز آ جاؤ! مگر ہماری اکثریت نے پہلے سے بڑھ کر اور نڈر ہو کر اور اللہ کے احکام سے اعراض کر کے زندگی گزارنے کو ترجیح دی ہوئی ہے۔ مغربی ثقافت کی پیروی میں میرا جسم میری مرضی کا نعرہ لگانے والے عناصر کی حوصلہ افزائی کر کے ٹرانس جینڈر ایکٹ ایسے بے غیرتی والے کام کو جائز قرار دینے والے قوانین بنائے جا رہے ہیں۔ اپنے گناہوں پر نادم یا شرمندہ ہو کر توبہ و استغفار کا راستہ اپنانے کی بجائے الٹا گناہ آلود زندگی پر اترانے والے ایسے ہی لوگ مستوجب سزا ٹھہرتے ہیں۔ قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی بجائے جب اکثریت نے انجام آخرت سے بے نیاز ہو کر گمراہ اقوام جیسی زندگی گزارنے کو ہی

ترجیح دی تو یہ مصائب وآلام کے عذاب نے دنیا میں ہی آلیا جبکہ آخرت کی سزا باقی ہے۔

8اکتوبر 2005ء کے زلزلے کی ہولناک یادیں ابھی باقی ہیں جس میں ایک لاکھ سے زائد افراد لقمۂ اجل بن گئے تھے۔ 35 لاکھ افراد بے گھر 5 لاکھ خاندان متأثر، اربوں کو نقصان ہوا تھا۔قوم نے عبرت حاصل کی نہ اطوار بدلے یہاں تک کہ ایک کرونا جیسی عالمی وبائی مرض کی آزمائش کا شکار ہوگئے جس میں ہزاروں افراد جان سے گئے اور اربوں کا نقصان ہوا جس کے اثرات ابھی باقی ہیں مگر قوم اپنے کیے پر پچھتانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر مصر رہی۔اب حالیہ بارشوں اور سیلاب سے تقریباً 1500 افراد جاں بحق 3.3 ملین افراد متأثر اور تقریباً 30 ارب ڈالرز کا نقصان ہو چکا ہے۔اربوں کھربوں کی مقروض قوم کا کیا بنے گا؟ جس کی اشرافیہ تو کیا، خاص وعام بھی سر سے لیکر پاؤں تک کرپشن اور گناہوں کی دلدل میں دھنس چکے ہوں۔ بقول شخصے یہاں بچتا وہی ہے جس کا ہاتھ نہیں پہنچ پاتا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس قوم میں سود اور بدکاری پھیل جائے وہ دنیا ہی میں مستحق عذاب ہو جاتی ہے(مستدرک حاکم)

رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے سود لینے والے پر اور دینے والے پر اور اس کا کاغذ لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر اور فرمایا یہ سب برابر ہیں۔(صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں ان میں سے ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرے۔(ابن ماجہ)

آپ ﷺ نے فرمایا: ان گناہوں سے بچو جو نہ بخشے جائیں گے، یعنی سود کھانے اور سرکاری مال میں غبن کرنے سے۔(معجم الکبیر)

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے اگر کسی سودی معاملے میں ملوث ہیں تو فی الفور اس سے لاتعلقی اختیار کرتے ہوئے اللہ کی جناب میں توبہ کریں۔اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مدنظر رکھیں ''پس جس کو اس کے رب کی طرف سے سود چھوڑنے کی نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو اس کے لئے ہے جو وہ پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو کوئی (سود چھوڑنے کا یہ حکم سن لینے کے بعد) دوبارہ سود لے گا وہی لوگ جہنمی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔(سورۃ البقرہ:275)

سود کیا ہے ؟ اس میں ساہوکاری سودی یا بنک کے قرضے، PLS اکاؤنٹس، فکس ڈیپازیٹ، کریڈٹ کارڈ، لائف انشورنس، گڈز انشورنس، لیزنگ، سیونگ سرٹیفکیٹس، گروی شدہ پلاٹ، مکان زیورات سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا بھی سود کے زمرے میں آتا ہے۔ وطن عزیز میں اسلامی مشاورتی کونسل نے 1969ء میں اور وفاقی شرعی عدالت نے 1991ء میں بنک کے سود کو ربا قرار دیتے ہوئے اس کی حرمت اور ملکی معیشت سے خاتمے کا فیصلہ دیا تھا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ساری حکومتوں نے سود کی حرمت کے خلاف فیصلوں کو سبوتاژ کیا اور فیصلوں پر عمل درآمد میں رکاوٹیں کھڑی کرتی رہیں یہاں تک کہ 29 اپریل 2022ء 27ویں رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک وفاقی شرعی عدالت نے ایک بار پھر فیصلہ دے کر حکومت کو 5 سال کے اندر سود کے خاتمے کی ہدایت کی ہے عدالت کے فیصلے کے مطابق 5 سال کے اندر اندر حکومت نے سودی نظام ختم کرنے کے لیے قانون سازی کرنی ہے۔ مگر شر اور بدی کی قوتیں اس فیصلے پر عملدرآمد کرنے میں تاخیری حربے اختیار کر رہی ہیں۔

یہ اس ملک اور قوم کے ساتھ ظلم کے مترادف ہے کیونکہ یہ ملک تو خالصاً دین اسلام اور کلمہ طیبہ کے نظام کے عملی نفاذ کے نام پر وجود میں آیا تھا اور جس کے لیے لاکھوں جانوں کے نذرانے دیے گئے تھے۔ اب ہم سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ سودی نظام کے خلاف اپنی کوششیں جاری رکھیں اور ان قوتوں کو کامیاب نہ ہونے دیں۔ نہیں تو پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کیلئے تیار رہیں۔

قدرتی آفات کے باعث وطن عزیز اس وقت شدید ترین مشکلات میں گھرا ہوا ہے بدترین سیلاب اور بارشوں نے ایسی تباہی مچائی ہے جس کی ماضی قریب میں نظیر ہی نہیں ملتی۔ اربوں کھربوں کے مقروض ملک کو قدرتی آفات بارشوں اور سیلاب نے آلیا۔ حکومت آئی ایم ایف سے ان کی کڑی شرائط سود پر ایک ارب سترہ کروڑ ڈالرز قرض کے اجراء پر خوش ہے تاہم ملک کے تباہ شدہ انفراسٹرکچر کو ٹھیک کرنے اور بحالی کے لیے بہت ساری غیر ملکی امداد اور قرضے درکار ہیں۔ حکومتی خزانے پر آئندہ آنے والے دنوں میں بہت زیادہ بوجھ آنے والا ہے۔ ماضی میں قرض اتارو ملک سنوارو، ڈیم بناؤ ایسے منصوبوں کے لئے اکٹھے کیے گئے اربوں روپوں کے فنڈز کا

صاف شفاف حساب کتاب سامنے نہ آنے کے باعث عوامی اعتماد کو بری طرح ٹھیس پہنچی ہوئی ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اب اس قرض اور امداد کو شفاف طریقے سے اصل حقدار متاثرین تک پہنچانا ضروری ہے۔ وگرنہ خرد برد کے گناہ پر اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بھی محفوظ نہ رہے گا۔ اب بھی وقت ہے پوری قوم اجتماعی طور پر توبہ واستغفار کرے، کسی نئی مصیبت کی آزمائش سے قبل ہی رجوع الی اللہ کرلیں وہ بڑا ہی غفور رحیم ہے معاف فرمادے گا۔

؎ فطرت افراد سے اِغماض بھی کرلیتی ہے
کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو کبھی معاف

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرو تو گنوا نہیں سکتے ہو۔ قرآن پڑھو اور سورۃ الرحمٰن پڑھو تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا احساس ہو جائے گا تمھیں ساری دنیاوی نعمتیں میسر ہیں۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور بہت ہی کم لوگ شکر کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن جاؤ گے تو وہ تمہیں اور زیادہ عطا فرمائے گا۔

ملک میں صالح اور دیانتدار قیادت نہ ہونے کے باعث قوم بداعتمادی کا شکار ہے اور اس وقت عوامی مشکلات میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے۔ ڈالر کی اونچی اڑان نے ملکی معیشت کا جنازہ نکال دیا۔ بجلی کا بحران شدت اختیار کر چکا ہے ایک طرف بجلی ہت زیادہ مہنگی ہو چکی دوسری طرف ملک بھر میں گھنٹوں بجلی بند رہنا معمول بن چکا ہے۔ گیس، تیل، پٹرول، ڈیزل کی قیمتیں بڑھنے سے روزمرہ استعمال کی عام اشیائے صرف کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگیں۔ معاشی اعداو شمار کے مطابق مہنگائی میں 45 فیصد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ بدقسمتی سے سیاسی جماعتوں کی آپس کی چپقلش اور باہمی اختلافات عروج پر پہنچ چکے ہیں اور ملک میں سیاسی بحران شدت اختیار کر چکا ہے جو ختم ہوتا نظر نہیں آ رہا۔ لگتا ہے سیاست دانوں نے ماضی سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ کچھ عناصر کی انا پرستی اور ضد کے باعث سیاسی معاملات خراب سے خراب تر ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے ملکی سلامتی کو خطرات درپیش ہیں۔ سیلاب اور بارشوں سے تباہی کے باعث ارباب اختیار کا متاثرین کے ساتھ کھڑے ہونے کا وقت تھا مگر حکومتی زعماء بیرون ممالک دوروں پر فوٹو سیشن میں مصروف

ہیں ۔موسم سرما سر پر ہے کھلے آسمان تلے پڑے بے یارومدد گار لاکھوں متأثرین بیماریوں کا شکار ہورہے ہیں اور وہ فوری طور پر امداد کے منتظر ہیں جنھیں اس وقت ہر طرح کی امداد کی فراہمی ضروری ہے ۔اس مشکل گھڑی میں تمام جماعتوں، اداروں اور قوم کے ایک پیج پر نہ ہونے سے بحالی (Rehablitation) کے عمل میں مشکلات درپیش ہیں ۔کئی سماجی وفلاحی تنظیمیں اور این جی اوز متاثرین کی امداد میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں تاہم وہ ایک خاص حد تک امدادی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں گی ۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کا دورہ پاکستان اور اقوام عالم اور دوست مسلم ممالک سے اس مصیبت کی گھڑی میں امداد کی یقین دہانی ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ہے مگر امداد لینے میں بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے ۔لہٰذا مقتدر طبقات اس پہلو کو مدنظر ضرور رکھیں کہ کہیں اس مشکل گھڑی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی بھی ملک اپنی ایسی شرائط نہ منوالے جس سے ہماری قومی سلامتی اور خودمختاری کو خدشات لاحق ہوں ۔ دوست ممالک کی طرف سے اربوں روپے کی امداد دینے کے اعلانات قابل تحسین اقدام ہے جسے پاکستانی عوام سراہتے ہیں ۔عمرے کی ادائیگی کے لئے جانے والے مسلمان بھائیوں کے لئے ایک صائب مشورہ ہے کہ کچھ عرصہ کے لیے یہ سفر مؤخر کرکے متاثرین کی ضروریات پوری کریں، عوام سیروتفریح اور دیگر غیر ضروری سرگرمیوں پر رقوم اڑانے کی بجائے متاثرین کی امداد کو اوّلیت دیں ۔ بیرون ممالک مقیم پاکستانیوں کی طرف سے متأثرین کے لیے امدادی رقوم بھیجے جانے کی طلاعات قابل تحسین ہیں ۔مگر ملک کے امیر طبقہ کے مخیّر حضرات اور بڑے بڑے صنعتکاروں کی طرف سے تادم تحریر ابھی تک کوئی بڑی رقم کا اعلان نظر نہیں آیا جو طبقہ اشرافیہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے ۔مصیبت کی اس گھڑی میں تمام اہل پاکستان کا فرض بنتا ہے کہ وہ دل کھول کر عطیات دیں تاکہ متاثرین ایک بار پھر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر ملکی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں ۔

ے کسی دردمند کے کام آ! کسی ڈوبتے کو اچھال دے
یہ نگاہ مست کی مستیاں کسی بدنصیب پہ ڈال دے

قرآنی انقلاب
کیوں اور کیسے؟

ساجد محمود انصاری

قرآن حکیم ایک ایسی معجزہ کتاب ہے کہ جس نے محض 23 سال کے مختصر عرصہ میں جزیرۃ العرب پر وہ مبارک انقلاب برپا کیا کہ جس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔قرآن حکیم جہاں اپنی صوتی تاثیر کے اعتبار سے روح کی غذا ہے وہیں اپنے براہین قاطعہ کی وجہ سے عقلِ سلیم کو بھی صحت افزا غذا فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ جب سرزمین عرب کے باشندوں نے قرآن کی پکار پر لبیک کہا تو ان کے لیل ونہار میں انقلاب رونما ہو گیا۔قرآن نے بت پرست عربوں کے اعتقادات ہی نہیں سنوارے بلکہ ہمیشہ باہم برسرِ پیکار رہنے والی قوم کو اعلیٰ ترین اخلاق کا مالک بنا دیا۔ قانون بدلے، رواج بدلے، دشمنی کے معیار بدلے، بیع وشرا، عدل وقضا اور نکاح و طلاق کے اطوار بدلے۔ وہ کونسی شئے تھی جس میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ قرآنی انقلاب ہمہ گیر انقلاب تھا جس نے پہلے پہل عرب قوم اور پھر دیگر اقوامِ عالم کے سماجی، سیاسی اور معاشی ڈھانچے میں کلیدی اصلاحات کر کے ایک عالمگیر اُمت تشکیل دی، جسے قرآن نے خیرِ اُمت کا لقب عطا کیا ہے۔ یوں دنیا کی سب سے جاندار اور تیز رو تہذیب وجود میں آئی جسے دنیا اسلامی تہذیب کے نام سے جانتی ہے۔

جس ہستی پر یہ قرآن نامی لازوال معجزہ الہامی کتاب کی صورت میں نازل ہوا وہ

خودسراپا قرآن بن گئی میری مراد اِمامُ المرسلین محمد عربی الہاشمی ﷺ ہیں۔رسول اکرم ﷺ نہ صرف پہلے داعیِ قرآن تھے بلکہ قرآنی تعلیمات کا عملی نمونہ تھے۔آپ ﷺ ہی وہ ہستی ہیں جن کے وجودِ مسعود کے ذریعے قرآنی انقلاب برپا ہوا۔آپ ﷺ نے قرآنی پروگرام کو نہایت حکمت وبصیرت اور جانفشانی کے ساتھ عملی شکل دی۔آپ ﷺ نے قرآن کا عطا کردہ نظام دنیا میں عملاً قائم کر کے دکھایا جس کی برکات سے ایک عالم مستفیض ہوا اور قیامت تک اس نظام کی برکات جاری رہیں گی۔رسول اکرم ﷺ کی 23 سالہ پیغمبرانہ دعوت میں جو مراحل قرآنی تحریک نے طے کیے ان کا ایک مختصر سا خلاصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔

1۔دعوتِ توحید　　2۔تعلیم القرآن　　3۔تزکیۂ نفس

4۔مواخات　　5۔عدلِ اجتماعی

دعوتِ توحید

قرآنِ حکیم کا مرکزی مضمون توحید باری تعالیٰ ہے،قرآنی انقلاب کی اصل بنیاد دعوتِ توحید ہے۔قرآن کے جملہ مضامین دعوتِ توحید کے گرد گھومتے ہیں۔قرآن حکیم میں یا تو براہِ راست توحید کے دلائل بیان کیے گئے ہیں یا داعیانِ توحید یعنی انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی سرگزشت بیان ہوئی ہے۔کن لوگوں نے دعوتِ توحید پر لبیک کہی اور کون اس دعوت کی مخالفت کر کے نامراد ٹھہرے، نیز توحید کے علمبرداروں کے نیک انجام اور شرک کے متوالوں کے انجامِ بد کی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔توحید کے ماننے والوں کے لیے زندگی گزارنے کا مکمل پروگرام بھی قرآن حکیم نے وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے جس قوم میں علمِ توحید بلند کیا وہ صدیوں سے بت پرستی کی نجاست میں ملوث تھی۔مرکزِ توحید بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت آراستہ کر کے اسے بت کدہ بنا دیا گیا تھا۔بیت اللہ کے اردگرد بتوں کے استھان پر انہیں خوش کرنے کے لیے جانور ذبح کیے جاتے،نذر و نیاز کی جاتی،سجدے اور رکوع کیے جاتے اور ان بتوں سے دلی مرادیں مانگی جاتی تھیں۔اس مشرکانہ ماحول میں رسول اکرم ﷺ نے صدائے توحید بلند کی،سب سے پہلے آپ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم نے آگے بڑھ کر پیغامِ توحید کو قبول کیا۔پھر آپ ﷺ کے قریبی دوستوں کو یہ

شرف حاصل ہوا۔ رفتہ رفتہ دعوت آگے بڑھی اور خوش نصیب لوگ اس دعوت کے حامل بنتے گئے۔ مگر بت پرستی کے رسیا جن کے دلوں میں بتوں کی محبت پیوست ہو چکی تھی وہ اس دعوتِ توحید کی مخالفت میں کمر بستہ ہو گئے۔ چنانچہ ان بدبختوں نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے جاں نثاروں پر مظالم کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع کیا، یہاں تک کہ اہلِ ایمان کو مکہ سے مدینہ ہجرت کرنا پڑی۔ مدینہ منورہ میں بھی نبی ﷺ نے دعوتِ توحید کا کام تندہی سے جاری رکھا۔ مشرکین مکہ سے برداشت نہ ہوا کہ حاملینِ توحید مدینہ میں پر امن زندگی بسر کر رہے ہیں، چنانچہ انہوں نے اپنے تئیں توحید کا نام مٹانے کے لیے مکہ پر لشکر کشی کی مگر بدر کے مقام پر انہیں ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا جس کے نتیجے میں مشرکین مکہ کے تمام بڑے سردار جہنم واصل ہوئے۔ مشرکین مکہ نے بدر کے بعد بھی کئی بار مدینہ پر دھاوا بولا مگر ہر بار انہیں منہ کی کھانا پڑی تا آنکہ رسول اکرم ﷺ ہجرت کے آٹھ سال بعد فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

اس سارے عرصہ کے دوران قرآن حکیم رسول اکرم ﷺ کو مسلسل رہنمائی فراہم کرتا رہا۔ قرآن نے دعوت کے ہر مرحلہ پر اہلِ ایمان کے لیے راہنما ہدایات فراہم کیں۔ نیز دعوت کے اصول اور داعی کے اوصاف بھی کھول کر بیان کیے۔ غرض قرآن نے داعی اِلی اللہ کے لیے ایک مکمل نصاب فراہم کر دیا۔

> اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (النحل:21)
>
> ”آپ اپنے رب کے راستے (توحید) کی طرف حکمت اور دل نرم کرنے والی عمدہ گفتگو کے ذریعے دعوت دیں اور ان سے احسن طریقے سے مجادلہ کریں“۔

تعلیم القرآن

قرآنی انقلاب کے سارے مراحل کیونکہ قرآن حکیم کی روشنی میں طے کیے گئے تھے اور اس انقلاب کے بنیادی مقصد یعنی قیامِ توحید کے لیے ساری غذا قرآن نے فراہم کی تھی اس لیے رسول اکرم ﷺ نے ساری توجہ تعلیم القرآن پر مرکوز رکھی۔ قرآن حکیم قرآنی انقلاب کا بنیادی نصاب ہے اس لیے اس کی تعلیم کے بغیر قرآنی انقلاب کا ظہور ممکن ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن

حکیم میں چار مقامات پر رسول اکرم ﷺ کے طریقۂ دعوت کا خلاصہ جامع انداز میں بیان کیا ہے جس میں سے ایک مقام یہ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آل عمران:164)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر احسان کیا ہے کہ ان ہی کی جنس میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو انہیں اس کی آیات پڑھ کے سناتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم بھی دیتا ہے، حالآنکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے''۔

تعلیم القرآن والحکم بظاہر دوالگ الگ چیزوں کی تعلیم لگتی ہے مگر حقیقت میں یہ ایک ہی شئے کی تعلیم ہے، تعلیم الکتاب کا مطلب ہے قرآن کی درست تجوید کے ساتھ قرات، اس کے درست مخارج اوراس کی آیات وسورتوں کی ترتیب وغیرہ جبکہ تعلیم الحکمہ سے مراد قرآن کی تفسیر ہے جو کہ ہمارے پاس مقبول احادیث کی شکل میں محفوظ ہے، جسے دوسرے لفظوں میں سنتِ رسول ﷺ بھی کہتے ہیں۔غرض تعلیم الکتاب والحکمہ اصلاً تعلیم القرآن کے سوا کچھ نہیں۔تعلیم القرآن کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ قرآنی انقلاب کے بنیادی اسباق ازبر کردیے جائیں جو ہمہ وقت داعی الی اللہ کی نظروں کے سامنے رہیں اور بیداری کی حالت میں ایک لمحے کے لیے بھی اوجھل نہ ہوں۔ قرآن حکیم چاہتا ہے کہ قرآنی انقلاب کا ہر داعی قرآن کی دعوت کو پہلے خود اچھی طرح پورے یقین واذعان کے ساتھ سمجھے تاکہ دعوتِ قرآن کا کوئی اہم پہلو اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر قرآنی انقلاب کا داعی قرآنی دعوت کو درست طور پر پیش کرنے کا اہل نہیں ہوسکتا۔

یہی سبب ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمہ وقت قرآن میں مشغول رہتے تھے، حتیٰ کہ جب وہ اپنی کسی معاشی سرگرمی میں مصروف ہوتے تو اس وقت بھی ان کی زبان پر قرآن کی تلاوت جاری رہتی تھی۔ عربی ان کی مادری زبان تھی اس لیے قرآن ان کے دل پر براہِ راست تاثیر کرتا تھا۔آج بھی اگر کوئی واقعی قرآنی انقلاب کا داعی بننے کا خواشمند ہے تو اس

کے لیے لازم ہے کہ عربی زبان میں بنیادی مہارت پیدا کرے تاکہ جب وہ قرآن حکیم پڑھے تو قرآن کا پیغام سمجھنے کے لیے کسی ترجمے کا محتاج نہ ہو۔اسی صورت میں قلب پر قرآن کے معانی کا براہِ راست نزول ہوگا۔ بقول اقبال

ترے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے رازی ، نہ صاحبِ کشاف

یاد رہے کہ تعلیم القرآن داعی کی محض علمی ضرورت نہیں ہے بلکہ نفسیاتی ضرورت بھی ہے۔قرآن حکیم نہ صرف اپنی دعوت کو مدلل انداز میں پیش کرتا ہے بلکہ داعی الی اللہ کو اس دعوت کے سب مراحل میں ایمانی و روحانی تقویت بھی پہنچاتا ہے۔قرآن دعوت کے مراحل میں پیش آنے والی مشکلات میں داعی کی ڈھارس بندھاتا ہے، آخرت میں ملنے والے انعامات بار بار یاد دلا کر اور رضائے الٰہی کی بشارت سنا کر اسے حوصلہ دیتا ہے، دعوت کے مخالفین کے انجام سے خبردار کر کے داعی کو تسلی دیتا ہے کہ اگرچہ داعی دنیا میں ان مخالفین کا کچھ نہیں بگاڑ پاتا مگر آخرت میں ان کے لیے سخت سزا ان کی منتظر ہے۔غرض قرآن حکیم داعی کی کونسلنگ کا بہترین ذریعہ ہے۔

تزکیۂ نفس

تزکیہ میں پاکیزگی اور نشو نما کے معانی پائے جاتے ہیں۔تزکیۂ نفس قرآنی انقلاب کی اہم ضرورت بھی ہے اور لازمی نتیجہ بھی۔ رسول اکرم ﷺ دعوتِ توحید پر لبیک کہنے والوں کا تزکیۂ نفس تعلیم القرآن کے ذریعے فرماتے تھے۔قرآن حکیم سے بہتر تزکیۂ نفس کا کوئی ذریعہ نہیں۔ تزکیہ سے مراد باطل عقائد و تصورات اور توہمات سے نجات، درست عقائد کی تعلیم، عاداتِ بد سے چھٹکارا پانا اور روح کو اوصافِ حمیدہ سے مزین کرنا ہے۔ حسد، بغض، کینہ، کدورت، چغلی، بخل، بزدلی، فحش گوئی سے اجتناب کرنا اور خوش خلقی، ایثار، احسان، محبت اور شجاعت کے جذبات کو پروان چڑھانا تزکیہ نفس کے اہم مقاصد ہیں۔ حلال ذرائع سے کھانا اور حرام سے اجتناب کرنا، معاشرتی معاملات میں دیانتداری اور فرض شناسی سے کام لینا، مخلوق کے کام آنا اور اپنی جان کو فضول آسائشوں کے لیے ہلکان کرنے سے پرہیز کرنا بھی تزکیۂ نفس کے اہم ثمرات ہیں۔ یہ تمام مقاصد حاصل کرنے کے لیے پورے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت، ذکرِ الٰہی اور صدقات و

خیرات کے ذریعے روح کی نشو ونما ضروری ہے۔جب روحِ انسانی اس طرح پروان چڑھتی ہے تو قلبی اطمینان،فرحت وراحت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ O ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ O (عبس:39-38)

''اس روز بہت سے چہرے روشن ہوں گے،ہنستے مسکراتے،خوشیاں مناتے ہوئے''۔

اگر چہ یہ آیات آخرت کے بارے میں ہیں مگر حقیقت یہ ہے جن لوگوں کو یہ بشارت دی گئی ہے،دنیا میں بھی ان کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔یہ وہی لوگ ہیں جن کا تذکرہ سطور بالا میں کیا گیا ہے،جو لوگ تزکیہ نفس کی منزلیں طے کر لیتے ہیں وہ ان آیات کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

مواخات

مواخات کا لفظ اخوت سے بنا ہے جس کا مطلب ہے ایک دوسرے کا بھائی بھائی بننا۔ جو خوش نصیب دعوتِ توحید قبول کر لیتے ہیں وہ امتِ مسلمہ میں شامل ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ رشتۂ اخوت میں بندھ جاتے ہیں۔اخوت کا یہ رشتہ قوم،نسل،رنگ،زبان اور وطن سے بے نیاز ہوتا ہے۔جس طرح خونی بھائی اپنے بھائی کے دکھ اور غم میں شریک ہوتا ہے،اسی طرح دینی رشتہ اخوت میں جڑے ہوئے افراد بھی ایک دوسرے کا سہارا بنتے ہیں۔جس طرح ایک ماں کے جائے مشکل میں ایک دوسرے کا ساتھ نہیں چھوڑتے اسی طرح افرادِ امت بھی ہر حال میں ایک دوسرے کے مسائل حل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (الحجرات:10)

''بے شک مؤمن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں''۔

قرآن نے رشتۂ اخوت میں جڑنے والے ان مومنین کو ہر قسم کی عصبیت ترک کر کے ایک جمعیت بننے اور تفرقہ پھیلانے سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْکُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ O (آل عمران:103)

''تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ سے باز رہو، اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو باہم جوڑ دیا اور تم اس کے انعام سے بھائی بھائی بن گئے۔ حالآنکہ تم جہنم کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس (میں گرنے) سے بچالیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ پاسکو''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہنے والے اللہ کے کرم و فضل سے ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے۔ مہاجرین و انصار کی محبت و اخوت مثالی تھی۔ اگرچہ ہجرت سے پہلے بھی اہلِ ایمان اخوت کے رشتے میں منسلک تھے اور ایک دوسرے کے لیے اخلاص کے ساتھ خیرخواہی کا جذبہ رکھتے تھے، تاہم ہجرت کے فوراً بعد بعض مصالح کے پیشِ نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں اخوت کا ایک نیا جذبہ پیدا کیا اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ایسے پیوند کر دیا کہ وہ اس رشتے کو خونی رشتے پر بھی فوقیت دینے لگے، اسی یادگار واقعہ کو مواخات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ روایات میں مذکور ہے کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین مواخات کا رشتہ قائم کیا گیا وہ ایک دوسرے کے ترکوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ مواخات کا یہ درجہ ہم سے مطلوب نہیں مگر کیا ہم اس اخوت کا عشرِ عشیر بھی اپنے رویوں میں لانے سے قاصر ہیں؟ ہم سے مطلوب یہ ہے کہ ہم تمام معاملات میں اپنے مومن بھائی کے لیے بھی وہی معیار اختیار کریں جو اپنے لیے اختیار کرتے ہیں۔ ان کے لیے وہی پسند کریں جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں، ان سے ویسا ہی رویہ اپنائیں جیسے رویے کی ہم ان سے اپنے لیے توقع کرتے ہیں۔ ان کی جان، مال اور آبرو کی ویسے ہی حفاظت کریں جیسے ہم ان سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہماری جان، مال اور آبرو کی حفاظت کریں گے۔ یہ ہے اخوت کا وہ کم از کم معیار جس کا قرآن ہم سے مطالبہ کرتا ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک فرمان میں یوں بیان فرمایا ہے:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔ (مسند احمد: رقم 13664)

معلوم ہوا کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کا کم از کم معیار وہ ہے جو رسول اکرم ﷺ نے اپنے اس مبارک فرمان میں بیان کیا ہے کیونکہ یہ حدیث مبارکہ اسی آیت مبارکہ کی تفسیر ہے۔

اسے ہم کم از کم معیار اس لیے سمجھتے ہیں کیونکہ اخوت کا اعلیٰ معیار تو وہ ہے جو انصار و مہاجرین نے مواخات کی شکل میں پیش کیا۔

نبی ﷺ کا ایک اور فرمان کانوں کے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھے ہمسائے سے حسن سلوک کے بارے میں اتنی زیادہ نصیحت کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ عنقریب ہمسائے کو وراثت میں حقدار بنا دیا جائے گا۔ (مسند احمد: رقم 24764)

ذرا تصور کیجیے کہ ہمارا اپنے ہمسایوں کے ساتھ کیسا رویہ ہے؟ وراثت میں حقدار تو دور کی بات ہم انہیں وہ حقوق دینے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتے کہ جو ایک انسان کی حیثیت سے انہیں حاصل ہیں۔ کیا اسی کا نام اسلامی اخوت ہے؟ اب تو حال یہ ہے کہ لوگ اپنے سگے بھائیوں اور عزیز و اقارب کی خیر و عافیت معلوم کرنے سے بھی گئے چہ جائے کہ ان کے مسائل حل کرنے میں ان کی مدد کریں بلکہ اپنے عزیزوں کے مال و دولت پر حسد کرنے کی بیماری عام ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بیماری سے محفوظ رکھے۔ آمین

عدلِ اجتماعی

قرآن نے جو اسلامی معاشرہ تشکیل دیا اس کی بنیاد اخوت پر رکھی گئی تھی جیسا کہ سطورِ بالا میں بیان کیا گیا ہے۔ انسان چونکہ خطا و نسیان کا پتلا ہونے کی وجہ سے کمزور واقع ہوا ہے اس لیے بعض اوقات اپنی حدود سے تجاوز کر کے دوسروں کے حقوق غصب کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم نے انسانوں کو حدِ اعتدال میں رکھنے اور سب کے حقوق کے تحفظ کے لیے عدلِ اجتماعی کا نظام بھی عطا فرمایا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کے فوراً بعد میثاقِ مدینہ کی صورت میں دنیا کا پہلا تحریری دستور تشکیل دیا اور عدلِ اجتماعی کا نظام قائم کیا جس کے رہنما اصول قرآن سے اخذ کیے۔ عدلِ اجتماعی قرآنی انقلاب کا نقطۂ کمال ہے۔

قرآن حکیم نے نہ صرف فلسفہ قانون عطا فرمایا بلکہ زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں بنیادی قوانین بھی وضع کر دیے ہیں۔ نکاح و طلاق، وراثت، تجارت، زراعت، طب، صنعت و

حرفت، عدالت، شہادت (گواہی)، جنگ، بین الاقوامی روابط کے بارے میں تمام ضروری قوانین وضع کیے ہیں جن سے تمام انسانوں کے حقوق کا تحفظ یقینی ہو جاتا ہے۔غرض کوئی شعبۂ حیات ایسا نہیں جس کے بارے میں قرآن نے اصول وقواعد وضع نہ کیے ہوں۔ چنانچہ قرآنی انقلاب کا آخری مرحلہ عدلِ اجتماعی کا قیام ہے۔

عدلِ اجتماعی قرآن حکیم کا ایک مستقل مضمون ہے جس کے بارے میں قرآن کی متعدد آیات میں وضاحت کی گئی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (الحدید:25)

’’بے شک ہم نے رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر الہامی کتاب نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں‘‘۔

اپنی قوم کے ساتھ انصاف کرنے کی بات تو ہر قوم کرتی ہے مگر قرآن حکیم نے دشمن اقوام سے بھی انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (المائدہ:8)

’’اے ایمان والو! اللہ کے دین کے گواہ بن کر انصاف پر قائم رہو۔کسی قوم کی دشمنی تمھیں عدل سے اعراض کرنے پر آمادہ نہ کر پائے۔عدل کرو یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے‘‘

عدل کا معاملہ بہت ہی عجیب ہو چکا ہے، عدالتیں عدل فراہم کرنے میں ناکام نظر آتی ہیں، عدل میں تاخیر بھی عدل کی ضد ہے۔لوگوں کو عدل کے حصول کے لیے جوتے گھسانے پڑتے ہیں، اپنی جمع پونجی لٹانی پڑتی ہے، پیشہ وَر وکیلوں کی منتیں کرنا پڑتی ہیں، بعض اوقات تو مقدمات کئی کئی پشتوں تک چلتے رہتے ہیں مگر عدل کی منزل سر نہیں ہو پاتی۔

سیّدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کے

کنڈوں یعنی اسلام کے احکام کو ایک ایک کر کے گرایا جاتا رہے گا، جب ایک کنڈا اگر جائے گا تو لوگ اگلے کنڈے کے درپے ہو جائیں گے، سب سے پہلے جس حکم کو توڑا جائے گا، وہ عدل ہو گا اور سب سے آخر میں نماز کو منہدم کر دیا جائے گا۔(مسند احمد: رقم 16014)

واضح رہے کہ عدلِ اجتماعی میں سیاست وحکومت کے معاملات بھی شامل ہیں۔ عادل حاکم کی احادیث میں بہت فضیلت بیان کی گئی ہے البتہ ظالم و جابر حاکم کی سزا بھی سخت ہوگی۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اور حکمران ایک ڈھال ہے، جس کے پیچھے سے دشمن سے لڑا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ دشمن کے وار سے بچا جاتا ہے، اگر وہ تقویٰ کا حکم دے اور عدل سے کام لے تو اسے ان کاموں کا اجر ملے گا اور اگر اس کے سوا کسی دوسری بات کا حکم دے تو اسے اس کا گناہ ہو گا۔(مسند احمد: رقم 10757)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی دس افراد کی چھوٹی سی جماعت پر امیر اور حاکم مقرر ہوتا ہے، اسے قیامت کے روز باندھ کر پیش کیا جائے گا، اسے اس کا عدل وانصاف رہائی دلائے گا اور اس کا ظلم وجور اس کو ہلاک کر دے گا۔(مسند احمد: رقم 9570)

سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے تھوڑے یا زیادہ افراد پر جس آدمی کو حکومت کرنے کا موقع ملے اور پھر وہ عدل سے کام نہ لے تو اللہ تعالیٰ اسے چہرے کے بل جہنم میں ڈالے گا۔(مسند احمد: رقم 20556)

آج ہم بھی قرآنی انقلاب کے مذکورہ بالا نبوی طریقِ کار کی پیروی کرتے ہوئے اپنے معاشرے میں قرآنی نظام قائم کر سکتے ہیں، ضرورت صرف اخلاص اور پیہم جدوجہد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی ناصر ہو۔

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے (ﷺ) است

عبد اللہ ابراھیم

1 پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریاں

اگست 2022ء کے اواخر سے پاکستان میں ملکی تاریخ کے نمایاں ترین سیلاب نے ملک کو لپیٹ میں لے لیا۔ مون سون کے موسم میں انتہائی زیادہ بارش، پچھلے چند مہینوں میں زیادہ گرمی اور گلیشیرز کا زیادہ پگھلنا بظاہر ان سیلابوں کا سبب بنا ہے۔ ہمارے ملک میں دریا کے راستوں کے اندر تعمیرات، منصوبہ بندی اور تیاری کے فقدان نے اس معاملے کو اور بڑھا دیا۔ وادیٔ سوات، کوہِ سلیمان کا علاقہ، پنجاب میں ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے علاقے اور سندھ اور بلوچستان کے ملحقہ علاقے اس سیلاب سے شدید متأثر ہوئے ہیں۔ اَموات کا اندازہ 1500 سے زائد اور نقصانات کا اندازہ 15 بلین ڈالر سے کافی زائد ہے۔ 3 کروڑ سے زائد لوگ اس سے متاثر ہوئے۔ بطورِ پاکستانی یہ ہمارے لئے بڑی آزمائش ہے اور اللہ کی طرف رجوع اور اجتماعی توبہ کرنے کا متقاضی ہے۔

2 پاکستان میں غیر یقینی سیاسی صورتحال کا تسلسل

پاکستان میں اگرچہ پی ڈی ایم کی مرکزی حکومت قائم ہے اور اسی طرح پنجاب میں پی ٹی آئی اور اس کے اتحادی اپنی حکومت لگ بھگ دو ماہ سے چلا رہے ہیں مگر پاکستان کی سیاسی

بے یقینی کی فضا برقرار ہے۔ سابق وزیراعظم عمران خان ابھی تک جارحانہ انداز میں مرکزی حکومت کو چیلنج کر رہے ہیں اور ان کا مقصد نومبر میں نئے آرمی چیف کی تعیناتی سے قبل حکومت کو گرانا ہے۔ مختلف قوتیں آرمی چیف کی تعیناتی کے حوالے سے متحرک ہیں اور شاید ملک میں استحکام نومبر کے بعد ہی آسکے گا۔

3 پاکستان میں مہنگائی کا تسلسل اور روپے کی قدر میں کمی

29 اگست کو اگرچہ پاکستان کا آئی ایم ایف سے معاہدہ طے پا گیا تھا اور بظاہر غیر یقینی کی صورتحال کا خاتمہ بھی ہو گیا۔ تاہم متوقع معاشی نتائج اب تک حاصل نہیں ہوسکے۔ روپیہ جو کہ 240 روپے فی ڈالر سے کم ہو کر 215 روپے فی ڈالر تک مضبوط ہو رہا تھا، وہ معاہدہ کے بعد دوبارہ سرکتا ہوا 21 ستمبر تک 240 روپے فی ڈالر تک گر چکا ہے۔

امید یہ تھی کہ آئی ایم ایف سے معاہدے کے بعد دوست ممالک خصوصاً چین وغیرہ سامنے آئیں گے اور بھرپور مدد کریں گے۔ تاہم ایسا ممکن نہ ہوسکا اور پھر سیلاب کی طرف توجہ مرکوز ہو گئی۔ بہرحال موجودہ معاشی صورتحال مایوس کن ہے اور پی ڈی ایم خصوصاً مسلم لیگ ن کی ساکھ کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ پاکستان میں سب سے اہم معاملہ شاید فوج میں جرنیلوں کی ریٹائرمنٹ اور تعیناتی ہوتی ہے۔ اللہ کرے کہ اس کے بعد صورتحال قابو میں آجائے۔

4 پاکستان میں ٹرانسجنڈر قانون پر مباحث

2018ء میں پاکستان میں ٹرانسجنڈر (مُخنّث / خواجہ سرا) کے حوالے سے قانون پاس کیا گیا تھا آج کل جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد کی کوششوں سے یہ معاملہ جلی سرخیوں میں ہے۔ پاکستان میں اکثر معاملات دگرگوں ہیں اور ایسے لوگوں کے حقوق سے متعلق بھی کوتاہی ہے اس بارے میں قانون بہت ضروری ہے مگر جو قانون مرتب کیا گیا ہے اس میں تبدیلی جنس کا محض دعویٰ کرنے والے کے ذاتی رجحانات اور محسوسات پر ہی بات کی گئی ہے اس سے مذہبی عناصر کو یہ اندیشہ ہے کہ یہ قانون اصل خواجہ سرا افراد کے ساتھ ساتھ واضح جنس کے لوگوں کو بھی جنس کی تبدیلی کا راستہ دے گا اور پھر ہم جنس پرستی جیسے راستے کھول سکتا ہے۔ لہٰذا ان کا مطالبہ بجا ہے کہ اس تبدیلی کی درخواست کو کسی طبی معائنے سے مشروط کیا جائے۔ اگر اس تبدیلی کو

قانون میں سمو دیا جائے تو یہ ایک اچھا قانون بن جائے گا اور خواجہ سراؤں کے حقوق کا مثبت کام کسی بڑے شر کا راستہ نہیں کھولے گا۔

5 افغانستان کے حوالے سے تازہ اطلاعات

7 ستمبر 2022ء کو پاکستان اور افغانستان کے مابین ایشیا کپ 2022ء کے سلسلے کا ٹی ٹونٹی کرکٹ میچ ہوا جو کہ پاکستان نے اچھے مقابلے کے بعد جیت لیا۔ طالبان کی حکومت کے بعد افغان کرکٹ ٹیم عالمی سطح پر کھیل رہی ہے اور تمام افغانوں میں مقبول ہے۔ تاہم پاکستان اور افغانستان کا میچ پاک بھارت میچ کے سے جذبے سے کھیلا گیا اور اس دوران افغانیوں کا سخت رویہ پاکستان پر غصے اور ناراضگی کا غماز تھا جو کہ پاکستان کے لئے باعث فکر ہونا چاہیے۔

پاکستانی صحافیوں کے وفد نے وسط ستمبر میں افغانستان کا دورہ کیا اور افغان حکومت نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اس وفد میں پاکستان میں کام کرنے والے عالمی اور مقامی اداروں کے صحافی شامل تھے۔

افغانستان کے 9 ارب ڈالر کے اثاثے منجمد کرنے پر کابل میں امریکی حکومت کے خلاف احتجاج کیے جا رہے ہیں۔ امریکہ افغانستان کے اثاثے افغانستان کو واپس کرنے کی بجائے اس کا کچھ حصہ خیراتی اداروں کو دینے کی بات کر رہا ہے جو کہ غیر مناسب طرز عمل ہے۔

افغانستان اور چین کے درمیان تجارت کے لیے اواخان کی پٹی سے نیا راستہ تجارتی سامان کے لیے کھل گیا ہے۔ یہ راستہ چین، افغانستان، ازبکستان اور کرغزستان کو آپس میں ملائے گا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ موجودہ افغانستان پاکستان پر انحصار کو کم رکھنا چاہتا ہے۔

6 روس اور یوکرائن کی جنگ میں طوالت اور یوکرائن کی مزاحمت

روس اور یوکرائن میں جنگ جاری ہے اور پچھلے دو ہفتے میں اطلاعات کے مطابق یوکرائن نے اپنے کھوئے ہوئے رقبہ کے کچھ حصے کو واپس لے لیا ہے۔ یہ معاملہ کافی حیران کن ہے۔ اگرچہ روس اس لڑائی کے معاشی دباؤ کو سنبھال چکا ہے تاہم یوکرائن کی طرف سے مزاحمت اور جوابی حملے ظاہر کرتے ہیں کہ امریکہ اور نیٹو اپنے وسائل اور جدید ترین ٹیکنالوجی کے ذریعے سے یوکرائن کی خوب مدد کر رہے ہیں اور امریکی حکمت عملی (کہ روس اور چین کو کسی لڑائی میں الجھا

کر کمزور کیا جائے) اپنے نتائج پیدا کر رہی ہے۔ روس جیسے بڑے ملک کا یوکرائن سے جیت نہ سکنا اس کے لیے معاشی مسائل اور اس سے زیادہ اس کے طاقتور ہونے کے تاثر کو کمزور کرے گا۔

7 برطانوی ملکہ الزبتھ کی وفات

8 ستمبر 2022ء کو ملکہ الزبتھ دوئم 96 سال کی عمر میں اور سب سے لمبے عرصے تک ملکہ رہنے کے بعد انتقال کر گئیں اور ان کے انتقال کی رسومات 19 ستمبر تک جاری رہیں۔ وہ 1926ء میں پیدا ہوئیں اور 1952ء میں ملکہ بنائی گئیں۔

اگرچہ برطانیہ میں بادشاہت محض نمائشی ہے اور برطانیہ بھی اب دنیا کی بڑی طاقتوں میں نمایاں نہیں رہا تاہم ابھی بھی وہ برطانیہ اور 15 دوسرے ممالک کی ملکہ تھیں۔ ان کی تدفین میں دنیا کے نمایاں لوگوں نے شرکت کی۔ ان کے بعد ان کی بیٹے شہزادہ چارلس سوئم کو بادشاہ مقرر کیا گیا ہے۔ یہ معاملہ غالب اقوام کی دورنگی کو ظاہر کرتا ہے کہ اپنی ساری روایات کو جاری رکھتے ہیں اور بقیہ اقوام کا ماضی سے جڑے رہنے کا مذاق اڑاتے ہیں۔

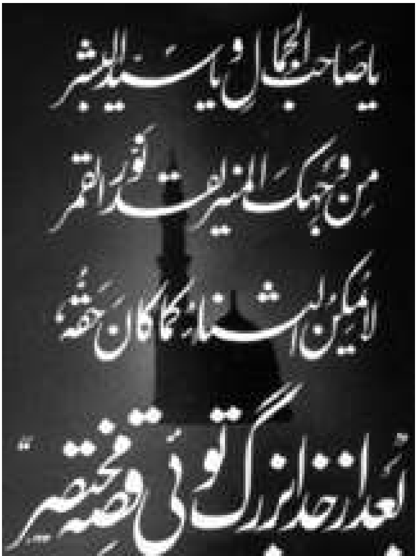

ارشادِ باری تعالیٰ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ
بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ

اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ

اِذَا قَضَى اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا

جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کوئی امر مقرر کریں

اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ

تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ○

وہ صریح گمراہ ہو گیا

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

(الاحزاب:36)

مَدحُ النّبیِؐ صلی اللہ علیہ وسلم

کہاں میں کہاں مدحِ ذاتِ گرامی ۔۔۔ میں سعدی نہ رومی نہ قدسی نہ جامی
پسینے پسینے ہوا جا رہا ہوں ۔۔۔ کہاں یہ زباں اور کہاں نامِ نامی
سلام اس شہنشاہِ ہر دو سرا پر ۔۔۔ درود اس امامِ صفِ انبیا پر
پیامی تو بے شک سبھی محترم ہیں ۔۔۔ مگر اللہ اللہ خصوصی پیامی
فلک سے زمیں تک ہے جشنِ چراغاں ۔۔۔ کہ تشریف لاتے ہیں شاہِ رسولاں
خوشا جلوہِ ماہتابِ مجسم ۔۔۔ زہے آمدِ آفتابِ تمامی
کوئی ایسا ہادی دکھادے تو جانیں ۔۔۔ کوئی ایسا محسن بتا دے تو جانیں
کبھی دوستوں پر نظر احتسابی ۔۔۔ کبھی دشمنوں سے بھی شیریں کلامی
اطاعت کے اقرار بھی ہر قدم پر ۔۔۔ شفاعت کا اقرار بھی ہر نظر میں
اصولاً خطاؤں پہ تنبیہ لیکن ۔۔۔ مزاجاً خطاکار بندوں کے حامی
یہ آنسو جو آنکھوں سے میری رواں ہیں ۔۔۔ عطائے شہنشاہِ کون و مکاں ہیں
مجھے مل گیا جامِ صہبائے کوثر ۔۔۔ میرے کام آئی میری تشنہ کامی
فقیروں کو کیا کام طبل و عَلم سے ۔۔۔ گداؤں کو کیا فکر جاہ و حشم کی
عباؤں قباؤں کا میں کیا کروں گا ۔۔۔ عطا ہو گیا مجھ کو تاجِ غلامی
اُنہیں صدقِ دل سے بلا کے تو دیکھو ۔۔۔ ندامت کے آنسو بہا کے تو دیکھو
لیے جاؤ عقبیٰ میں نامِ محمد ﷺ ۔۔۔ شفاعت کا ضامن ہے اسمِ گرامی

اقبال عظیم

Vol 16 | CPL No: FD 30/07 | HIKMAT-E-BAALGHA | OCTOBER 2022 | No 10

فکرِ فاروقیؒ

نبی اور رسول علیہم السلام مطاع بن کر آئے

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے ان میں سے بعض کو رسول بنایا تھا__ ایک حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے 1,24000 انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے جن میں 313 کو مقامِ رسالت پر فائز فرمایا (مجمع الزوائد، عن ابی اُمامہ الباہلی رضی اللہ عنہ) اور پھر ان انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات تھے اور رسولوں میں سے بھی بعض کو بعض پر جزوی فضلیت بخشی گئی۔ (تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ) اور بالاتفاق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانیت میں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں اور تمام رسولوں علیہم السلام میں کلی طور پر افضل ترین درجے پر ہیں__ وہ سب انبیاء و رُسل علیہم السلام اپنی اُمت کے لیے نمونہ ہونے کے باعث اور ہدایت کا منبع و مرجع ہونے کے باعث 'مطاع' تھے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (64:04)

''اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے''

گویا اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں پر رحمت کا یہ بھی مظہر ہے اور مسلمانوں کے حق میں بہت بڑی نعمت بھی ہے کہ ان کو زندگی گزارنے کے لیے ایک نمونہ اور 'رول ماڈل' بھی عطا فرمایا گیا وگرنہ ہم جیسے تمام انسان تلاشِ حق میں ساری زندگی ٹھوکریں ہی کھاتے رہتے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ الْمِنَّة

(حکمت بالغہ اکتوبر 13ء)